بریلوی

علماء ومشائخ کے لئے

لمحہ فکریہ

مؤلفہ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

دار الاشاعت

اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة)

بریلوی علماء و مشائخ
کیلئے لمحۂ فکریہ

جس میں بریلوی علماء اور مشائخ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ للہ فی اللہ اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں، اور آخرت کی مسؤلیت کو سامنے رکھتے ہوئے غور کریں کہ جو منہج اور طور طریقہ اپنے لئے اور اپنے عوام کیلئے اختیار کر رکھا ہے وہ آخرت میں کس درجہ نافع اور مفید ہو سکتا ہے

مؤلفہ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری ثم مہاجر مدنی

ناشر

دار الاشاعت

اردو بازار — کراچی ۱

نام کتاب — بریلوی علماء و مشائخ کے لئے لمحۂ فکریہ
تالیف — مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری مقیم مدینہ منورہ
تعداد صفحات — ۹۶
سنہ طباعت — ۱۴۰۸ھ
تعداد — ایک ہزار
ناشر — دارالاشاعت اُردو بازار کراچی ۱
کتابت — منوّر حسین خوشنویس

ملنے کے پتے

دارالاشاعت اُردو بازار کراچی ۱
مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
ادارۃ القرآن ۴۳۷ گارڈن ایسٹ کراچی ۵

فہرست مضامین

مؤلف کی گذارش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

امابعد

ہندوستان وپاکستان میں مسلمانوں کی ایک جماعت اکابر دیوبند سے عقیدت رکھتی ہے اور اس عقیدت وانتساب کی وجہ سے ان کو دیوبندی کہا جاتا ہے، مسلک دیوبند کوئی جدید مسلک نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اللہ تعالیٰ اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عقائد رکھنا اور سلف صالحین کے مسلک کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر اور حدیث شریف کی تشریح کرنا اور غیر منصوص مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا اور شریعت وطریقت کا جامع ہونا بس یہی دیوبندیت ہے۔ اکابر دیوبند چونکہ حضرت شاہ محمد اسحاق اور حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہما کے شاگرد ہیں اور ان دو حضرات کے واسطہ سے ان کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ سے تلمذ ہے اس لئے ان حضرات کی سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک اور پھر ان سے لے کر کتب حدیث کے مولفین تک پہونچی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے افراد بہت سے تو ہندوستان ہی میں وفات پا گئے اور چند حضرات حجاز مقدس کو ہجرت فرما گئے۔ پھر وہاں آخر عمر تک حدیث کی خدمت کر کے جنت المعلا یا جنت البقیع میں آرام کی نیند سو گئے، ان حضرات کے بعد اہل علم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کردہ علوم کو مدرسہ عربی دیوبند میں لے کر بیٹھ گئے (یہ مدرسہ بعد میں دار العلوم دیوبند کے نام سے معروف ہوا ہے اور اب تک اسی نام سے مشہور ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان سے صرف علوم ہی نہیں ملے۔ بلکہ علم کے ساتھ اخلاص اور اعمال صالحہ اور استقامت اور انابت الی اللہ اور حق گوئی اور بے باکی بھی ورثہ میں ملی، نیز فسق و فجور اور شرک و بدعت سے نفرت اور دشمنان دین سے عداوت بھی ان کا امتیازی وصف رہا۔ اور اب بھی ہے۔

انھوں نے مدرسہ مذکورہ کو صرف علم ہی کا گہوارہ نہیں بنایا۔ بلکہ باعمل، حق گو، مخلص، جری علماء بنانے کی کوشش کی، اور ان

کی مساعی جمیلہ سے ہزاروں علماء پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے حق گوئی اور جرأت و بہادری کو اپنا شیوہ بنایا۔ اور انہوں نے باطل فرقوں کی سرکوبی کی،

انھوں نے گمراہوں کی گمراہی سے عامۃ المسلمین کو محفوظ رکھا اور شرک و بدعت کی تردید کی، رسوم جاہلیت جو ہندوؤں سے لے کر شادی اور غمی میں مسلمان نے اپنے رواج اور سماج میں داخل کر لی تھیں ان پر متنبہ کیا اور مسلمانوں کو بتایا کہ ان چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو چھوڑو اور سنت نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ) کا اتباع کرو۔

جو لوگ بدعتوں سے مانوس.... اور شرکیہ افعال میں مبتلا تھے ان کو حضرات علمائے دیوبند کی تقریریں اور تحریریں پسند نہ آیں، اتباع سنّت کی دعوت ان کو ناگوار معلوم ہوتی۔ اور بدعتوں کی تردید اچھی نہ لگی اس لئے اکابر دیوبند کے مخالف ہو گئے بدعتیں تو پہلے بھی تھیں لیکن جناب احمد رضاخاں اکابر دیوبند کی مخالفت میں بہت زیادہ آگے بڑھ گئے جو شخص کوئی بھی دعوت لے کر آگے بڑھتا ہے وہ اپنے مزاج کے لوگوں کا پیشوا بن جاتا ہے اسی وجہ سے اہل بدعت نے جناب احمد رضاخاں کو اپنا قائد بنالیا اور چونکہ احمد رضاخاں صاحب بانس بریلی کے رہنے والے تھے اس لئے تمام اہل بدعت بریلی کی طرف منسوب

ہو گئے اور ان کا مسلک "بریلویت" کے نام سے معروف ہو گیا اس طرح سے ہندوستان میں ایک مسلک اہل دیوبند کا اور دوسرا مسلک بریلی سے انتساب رہنے والوں کا مشہور ہو گیا۔

جناب احمد رضا خاں صاحب نے اتنا ہی نہیں کیا کہ بدعتوں کو اور اہل بدعت کو تقویت پہونچائی بلکہ اکابر دیوبند کو کافر کہہ کر دونوں جماعتوں میں اتنا بعد کر دیا کہ کبھی مل کر بیٹھ ہی نہیں سکتے۔

اگر مل بیٹھنے کے مواقع ہوتے تو ناممکن نہ تھا کہ اہل بدعت اکابر دیوبند کی دلیلیں سن کر (جو وہ کتاب وسنت اور فقہ حنفی سے دیتے ہیں) کبھی بدعات سے توبہ کر لیتے اب تو ہوتا یہ ہے کہ کسی محلہ میں مسلمان برسوں مل جل کر رہتے ہیں اور اکٹھے ہو کر محلہ کی مسجد میں باجماعت نمازیں پڑھتے ہیں اور بریلویت کے انتساب اور احمد رضا خاں کی تقلید سے ان کے ذہن خالی ہوتے ہیں، اس مسجد میں کوئی شخص غالی بریلوی پہونچ گیا اور اس نے جناب احمد رضا خاں صاحب کی تقلید میں کفر کی مشین چلانی شروع کر دی دیوبندیوں کو کافر کہا اور بدعتوں کو —— واجب قرار دیا، بس محلہ میں تفرقہ شروع ہو گیا ایک ہی خاندان کے افراد آپس میں لڑ پڑتے ہیں اور جو مسجد بڑی بڑی جماعتوں سے آباد تھی جس کے نمازی آپس میں شیر و شکر تھے میل و محبت کے

ساتھ زندگی گذار رہے تھے وہ مسجد دنگا اور فساد کا مرکز بن جاتی ہے بریلویوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم بدعتوں میں مبتلا ہو تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے اعمال کا ثبوت دینے کے بجائے بدعت حسنہ کہکر اپنی بدعتوں کو مزید پختگی کے ساتھ پکڑ لیتے ہیں اور ان میں جو مقرر ہیں۔ وہ نہایت پوچ اور لچر باتیں کرتے ہیں جن کو دلیل میں پیش کرتے ہیں بدعتوں میں لگنے اور ان کی تبلیغ کرنے کے علاوہ ان کے مقررین کا کوئی کام نہیں، شادی غمی اور محرم و شب برات اور صفر اور ربیع الاول، ربیع الاخر کے مواقع پر اور عرسوں میں جو معاصی اور منکرات ہوتے ہیں ان کو معصیت جانتے ہوئے بھی یہ لوگ ان کے خلاف نہیں بولتے جتنی رسوم جاہلیت اور بدعات وخرافات عوام میں رائج ہیں سب کو بدعت حسنہ بنا دیا گیا ہے ان مقرروں کے نزدیک بس یہی ایک دین کا کام رہ گیا ہے کہ دیوبندیوں کو کافر کہیں اور عوام کو ان سے دور رہنے کی تلقین کریں اور بدعتوں کو خالص دینی کام بتائیں اور عوام کو بدعتوں پر جمائیں۔

اللہ رب العزت تعالیٰ شانہٗ کا احسان ہے کہ اس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ بریلوی علماء اور مشائخ سے خطاب کروں اور ان سے درخواست کروں کہ للہ فی اللہ اخلاص اور خوف وخشیت اور فکر آخرت کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ جس راہ پر

چل رہے ہیں اور عوام کو چلا رہے ہیں کیا یہ کتاب وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق ہے اور کیا ان چند مسائل...... کے علاوہ جنہیں بریلوی عوام نے دین سمجھ کر اپنا رکھا ہے۔ تمہارے خیال میں دین کا اور کوئی کام نہیں ہے؟ اور عرسوں، قبروں اور شادی غمی اور تعزیہ داری اور دیگر مواقع پر جو فسق وفجور کے مظاہر سے ہوتے ہیں کیا عوام کو ان پر متنبہ کرنا علماء ومشائخ کی ذمہ داری نہیں ہے اور جو نئے جو حالات اور نئے معاملات اور حوادث ونوازل اور احکام ومسائل پیش آرہے ہیں کیا ان کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں غور کرکے عامۃ المسلمین کو فیصلہ شرعی بتانے کی ضرورت نہیں ہے؟

ظاہر ہے کہ منکرات وفواحش اور رسوم جاہلیت کے خلاف زبردست آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے، قبروں عرسوں تعزیوں کے مواقع میں جو شرک ہوتا ہے اور جو خلاف شرع کام ہوتے ہیں نمازیں ضائع کی جاتی ہیں ڈھول باجے بجتے ہیں ہارمونیم پر اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں خوب واضح الفاظ میں عوام کو بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ امور شریعت کے خلاف ہیں۔

چونکہ ان سب چیزوں سے دیوبندی منع کرتے ہیں۔اس لئے یہ چیزیں بریلویت کا شعار بن گئی ہیں۔ بریلویوں کا دعویٰ ہے کہ ہم

اہل سنت ہیں - لہٰذا یہ چیزیں اہل سنت کے اعمال میں شامل ہیں بریلوی علماء و مشائخ ان کے خلاف نہیں بولتے اور نہ صرف یہ کہ بولتے نہیں بلکہ بہت سے مواقع میں شریک بھی ہو جاتے ہیں اس لئے اپنے عوام کے سامنے اظہار حق سے بھی عاجز رہتے ہیں - اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ جیسے ہی ان کے خلاف کچھ کہا فوراً وہابی بنا دئے جائیں گے - اس طرح عوام سے کٹ کر رہ جائینگے (اور عوام سے کٹ جانے کا نتیجہ جو ہوگا اس کو وہ خود ہی سمجھتے ہیں)

جناب احمد رضا خاں صاحب کی تقلید میں بریلوی علماء و مشائخ اکابر دیوبند کو کافر کہتے ہیں اور یہ کبھی نہیں سوچتے کہ یوم آخرت کی پیشی کا مراقبہ کرتے ہوئے اکابر دیوبند کی اُن عبارتوں کو سامنے رکھ کر ہم بھی تو غور کر لیں جن کی وجہ سے فاضل بریلوی نے ان حضرات کو کافر کہا ہے، فاضل بریلوی کوئی معصوم انسان نہیں تھے، ان کی تقلید کہاں سے فرض ہو گئی؟ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ عند اللہ کافر نہ ہوں تو احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی تقلید میں کافر کہتے چلے جانا کہاں تک درست ہے؟ کیا آخرت میں یہ جواب کام دے سکتا ہے کہ ہم فاضل بریلوی کی تقلید میں کافر کہتے رہے اور اُن کو اس قدر معصوم مان لیا تھا کہ وہ ہر طرح کی خطا اور جذبات نفس سے بالکل مبرا تھے؟

میں نے اپنے اس رسالہ میں بریلوی علماء اور مشائخ کو فکرمند

بنانے کی کوشش کی ہے کوئی بحث و مناظرہ اور مجادلہ مقصود نہیں سب کو مرنا ہے، قبر میں رہنا ہے آخرت کی پیشی سامنے ہے، ــــــ میں یہ نہیں کہتا کہ بریلوی علماء اور مشائخ دیوبندی بن جائیں، پورے عالم میں کروڑوں مسلمان ہیں جو دیوبند اور اکابر دیوبند کو جانتے بھی نہیں، اسی طرح اگر بریلوی علماء و مشائخ دیوبند سے اپنا انتساب نہ کریں تو انھیں اختیار ہے۔ لیکن قرآن و حدیث پر چلیں اور عوام کو اسی کی تلقین کریں، اور فواحش و منکرات اور بدعات سے روکیں اور غیر منصوص مسائل میں فقہ حنفی کی طرف رجوع کریں۔ اور اس سے نہ ڈریں کہ اگر کتاب و سنت اور فقہ حنفی کی طرف رجوع کیا تو وہی کہنا پڑے گا۔ جو دیوبندی کہتے ہیں۔

اکابر دیوبند کی تکفیر کے بارے میں بھی غور کریں کہ فاضل بریلوی کی تقلید میں ان کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں، اگر فیما بینہم و بین اللہ یہ سمجھ میں آئے کہ ان کو کافر کہنا صحیح نہیں تو اپنی آخرت کی پیشی کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو کافر کہنے سے باز آئیں۔ ان حضرات کو کافر نہ کہنا اور دیوبندی ہو جانا کوئی لازم و ملزوم نہیں ہے۔ بہت سے حضرات ہیں جو دیوبند سے انتساب نہیں رکھتے لیکن اکابر دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کہ کسی کے کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا بریلوی

تقریباً نوے سال سے دیوبندیوں کو کافر کہہ رہے ہیں۔ ان کے اس الزام سے دیوبندیوں کے ایمان پر کوئی بھی اثر نہیں پڑا، وہ مسلمان ہیں، دینی خدمتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ عرب و عجم میں ان کی کتابیں معروف و مشہور ہیں۔ سب ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور ان کے علم کا لوہا مانتے ہیں۔ اور ان کو سچا مسلمان سمجھتے ہیں، ہم جو بریلویوں کو توجہ دلا رہے ہیں اس سے مقصود بریلویوں کی خیرخواہی ہے کہ وہ اپنی آخرت کا بھلا کریں۔ دیوبندیوں پر ان کے فتووں کا نہ کوئی اثر ہے نہ کوئی ضرر ہے، خوب سمجھ لیں، علمائے دیوبند کے اخلاص اور دینی خدمات اور تالیفات سے متاثر ہو کہ ہزاروں بریلوی دیوبندی مسلک اختیار کر چکے ہیں اور اختیار کر رہے ہیں۔ جو لوگ جاہل محض ہیں علمائے دیوبند سے دور ہیں وہی جعلی پیروں کی عقیدت میں برباد رہے ہیں۔ میں نے اپنے اس رسالہ میں بریلوی علماء و مشائخ کو فکرمند بنانے کی کوشش کی ہے، کوئی بحث و مناظرہ اور مجادلہ مقصود نہیں ہے۔ سب کو مرنا ہے۔ قبر میں رہنا ہے۔ آخرت کی پیشی سامنے ہے جاہ و مال کو سامنے نہ رکھیں، یوم الحساب کا دھیان کریں طالب دنیا نہ بنیں، جو کچھ قول و فعل، تحریر و تقریر ہو سب اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اور جنت میں اکرام و انعام حاصل ہونے کیلئے ہو، عوام سے نہ دبیں، اللہ تعالیٰ سے ڈریں، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو جو آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند وصیتیں فرمائی تھیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّہٖ" اسی پر میں اپنا دیباچہ ختم کر رہا ہوں۔

وباللہ التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق

المدینۃ المنورہ
یکم ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

العبد الفقیر
محمد عاشق الٰہی بلند شہری
عفا اللہ عنہ وعافاہ

آغاز کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰

امابعد :

اللہ جل شانہٗ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ سب سے آخر میں سید البشر افضل الانبیاء آخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ پر نبوت اور رسالت ختم فرمادی۔ اب رہتی دنیا تک آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول مبعوث ہونے والا نہیں،

دینِ اسلام کامل اور مکمل ہے

آپ کی ذات گرامی پر اللہ جل شانہٗ نے نبوت اور رسالت ختم فرمادی اور دین اسلام بھی کامل اور مکمل فرمادیا۔

سورۃ مائدہ میں ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے پسند کرلیا۔

اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ دین اسلام کی بنیاد توحید و رسالت پر ہے۔

توحید کا معنی

توحید کا معنیٰ یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے اس کا یقین کرے اور کسی بھی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و الوہیت میں شریک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا اور کسی کی ایسی تعظیم کرنا جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صریح کفر اور شرک ہے۔

شرک کی مذمت،

شرک کی مذمت میں بے شمار آیات اور احادیث موجود ہیں

سورۃ نساء میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ؁

بیشک اللہ تعالیٰ اس کو نہ بخشیگے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو چاہیں گے بخشدینگے اور جو شخص

اللہ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا

رسالت پر ایمان لانے کا مطلب

رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سارے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر یقین کرے ان پر جو صحیفے اور کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ ان کی تصدیق کرے اور سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی یقین کرے اور مانے اور دل سے تسلیم کرے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اور بتایا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آپ کا لایا ہوا دین کامل و مکمل ہے۔ اس میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

بدعت مردود ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ[1] یعنی جو کوئی شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات شامل کرے گا تو اس کی وہ بات مردود ہے۔ شیطان انسان کا اور خاص کر مسلمان کا دشمن ہے۔ اس کی پہلی کوشش یہ ہے کہ انسان دین اسلام قبول نہ کرے تاکہ وہ موت کے بعد ہمیشہ کے دائمی آگ کے عذاب میں رہے اور جو لوگ مسلمان ہیں ان کے اعمال باطل کرنے کیلئے طرح طرح سے شیطان کی کوششیں جاری

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۲۷ از بخاری و مسلم

رہتی ہیں۔ کبھی انسان کو ریاکاری کے جذبات پر اُبھارتا ہے جس سے نیک عمل کا ثواب نہ صرف ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ عمل کرنے والا ریاکاری کے گناہ عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

شیطان کا بہت بڑا حربہ

اور شیطان کا ایک بہت بڑا حربہ یہ ہے کہ وہ جس کو اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہوتا دیکھتا ہے اس کو اتباع ھَوی پر لگا دیتا ہے ھَوی خواہش نفس کو کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی خواہشات کے تقاضوں پر دین میں اضافے کر لیتے ہیں۔ ان اضافوں کو شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا، وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ۔ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ [1]

بلاشبہ سب سے بہتر بات (جو گفتگو میں آتی ہے) وہ اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر طرز زندگی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز زندگی ہے اور بدترین چیزیں وہ ہیں۔ جو (دین میں) نئی نکالی جائیں اور ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اس حدیث مبارک میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مشکوۃ المصابیح ص ۲۷ از مسلم

کے اتباع کرنے کا حکم فرمایا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو نئی چیزیں نکالی جائیں وہ بہت بدترین چیزیں ہیں، اور ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، بدعت بہت بری بلا ہے۔ جو لوگ بدعتوں میں مبتلا ہیں ان کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ بدعت کو نیکی سمجھ کر کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بدعت والے کی توبہ روک رکھی ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے، (الترغیب والترھیب ص ۸۶/۱ عن الطبرانی و اسنادہ حسن) بعض روایات میں ہے کہ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہ کرا کر ہلاک کر دیا۔ اور انھوں نے مجھے استغفار کرکے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو میں نے ان کو ان کی خواہشات کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ یعنے ایسے عقائد و اعمال میں لگا دیا جو انھوں نے اپنی خواہش کے مطابق تجویز کر کے دین میں داخل کر دئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ لہٰذا استغفار نہیں کرتے۔ (اور اس طرح گنہگار مرتے ہیں۔)

(الترغیب والترھیب ص ۸۶/۱)

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جو عقیدہ رکھے اور جو عمل کرے۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف دیکھے اور اپنا عمل کتاب و سنت کی روشنی میں درست کرے۔

غیر منصوص مسائل میں چاروں اماموں میں سے کسی امام کی طرف رجوع کرے جو لوگ فقہ حنفی کے ماننے والے ہیں (جن میں جماعت بریلویہ بھی ہے) وہ مسائل غیر منصوصہ میں فقہ حنفی کی طرف رجوع کریں۔ فقہا حنفیہ متقدمین متاخرین نے جو کچھ اختیار کیاہے اور مفتیٰ بہ قرار دیا ہے اس کے مطابق عمل کریں اِدھر اُدھر کی باتوں کو اور اپنی قیاس آرائیوں کو دلیل نہ بنائیں جو کریں اور جو کہیں ٹھوس دلائل سامنے رکھیں۔

بدعتی کا کوئی عمل مقبول نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بدعت والے کا کوئی روزہ اور کوئی نماز اور کوئی حج اور کوئی عمرہ اور کوئی جہاد اور کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں فرماتا۔ بدعت والا آدمی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے،

(الترغیب والترھیب ص ۸۶/۱)

مصلحین ومبلغین کی کوششیں

اللہ جل شانہٗ نے اسلام کے عہد اول ہی سے ایسے افراد پیدا فرمائے اور آج تک پیدا ہوتے رہے ہیں، جنھوں نے شرک وبدعت کے خلاف اپنی انتھک کوششیں جاری رکھیں، یہ حضرات تقریر اور تحریر کے ذریعہ شرک وبدعت کی تردید فرماتے رہے، اور

بدعتیں جاری کرنے والے والوں کو سختی اور نرمی سے سمجھاتے رہے کہ مشرکانہ اعمال اور بدعت کے افعال میں سراسر ہلاکت اور تباہی و بربادی ہے ان کو چھوڑو اور سنتوں پر عمل کرو۔ جہاں حضرات علماء حق مصلحین و مرشدین کی کوششیں جاری رہیں اور جاری ہیں وہاں مشرکانہ افعال کو عین اسلام بتانے والے اور بدعتوں کو سُنّت کہنے والے بھی موجود رہے اور اب بھی موجود ہیں۔

مسلمانانِ ہند و پاک کا علمی سلسلہ

ہندوستان و پاکستان میں جو مسلمان ہیں وہ حدیث کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی سند سے روایت کرتے ہیں اور فقہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان دونوں چیزوں پر متفق ہونے کے باوجود اختلاف کی کوئی وجہ نہ تھی۔ سیدھی بات تھی کہ شرح حدیث میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ اور ان کے تلامذہ کا مسلک اختیار کیا جائے اور احکام فقہیہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

اصل بدعت کا وجود

لیکن برخلاف اس کے ہوا یہ کہ بہت سے لوگ بدعتوں میں مبتلا ہو گئے اور بہت سے لوگ ایسے پیدا ہو گئے جو اپنے علم کے زور سے حدیث و فقہ کی تصریحات میں تاویلیں کر کے اور نصوص کو غلط معنیٰ پہنا کر

بدعتوں کے مؤیدین گئے۔ اوران کا علم اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا[1] کا مصداق ہوگیا۔ جس سے اہل بدعت کو بہت تقویت پہنچی۔ شدہ شدہ اہل بدعت کی ایک جماعت بن گئی۔

فاضل بریلوی کی قیادت

فاضل بریلوی جناب احمد رضاخاں صاحب سے پہلے بھی بہت سی بدعتیں تھیں، لیکن جب سے انھوں نے تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا اس وقت سے تمام اہل بدعت ان کی طرف منسوب ہو گئے اور اُن کے مکتب فکر کے عوام اور خواص کو بریلوی کہا جانے لگا۔

دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کی خدمات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے دیوبند ضلع سہارنپور میں ایک مدرسہ قائم فرمایا جو ۱۲۸۰ھ میں قائم ہوا اور اس کے چند ماہ بعد حضرت مولانا سعادت علی صاحب فقیہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر سہارن پور میں ایک مدرسہ قائم فرمایا جو مدرسہ مظاہر العلوم کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور اوران مدرسوں سے فارغ ہوکر نکلنے والوں اوران کے مسلک اور منہج کو اختیار کرنے والوں نے

---

[1] یہ حدیث شریف کا ایک ٹکڑا ہے جو امام ابوداؤد نے روایت کی ہے (مشکوۃ المصابیح ص۔) مطلب یہ ہے کہ بعض علم جہالت ہوتے ہیں جو علم والے سے جہل کا کام لیتے ہیں

بے شمار مدارس قائم کئے ان مدارس میں خوب زیادہ توحید کی تبلیغ و ترویج کی گئی۔ اور شرک و بدعت کی پر زور تردید کی گئی۔ رسوم جاہلیت جو مسلمانوں میں مشرکین ھند کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جاگزیں ہو گئی تھیں ان کے مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور ساتھ ہی ان مدارس میں صحاح ستہ اور دوسری حدیث کی کتابوں کے درس کا انتظام و اہتمام کیا گیا۔ نیز ان حضرات نے درسی کتابیں تالیف فرمائیں، اور حدیث و فقہ کی کتابوں کے شروح لکھے۔ بہت سی کتابوں کو حواشی سے مزین فرمایا۔ اخلاص اور انابت الی اللہ اور خوف و خشیت کے ساتھ دینی خدمات تحریر و تقریر کے ذریعہ انجام دیتے رہے۔

انگریزوں کے مخالفین اور ان کے وفادار

حضرات علماء دیوبند انگریزوں کے وجود کے بھی مخالف تھے۔ ان کی کوششیں یہ بھی رہیں کہ انگریزوں کو جلد سے جلد ہندوستان سے نکال دیں۔ انگریزوں کو ایسے افراد کی ضرورت تھی جو ان کی ہم نوائی کریں۔ اور ہندوستان میں ان کے قدم جمائے رہنے کا ذریعہ بن جائیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے مرزا قادیانی کو نبی بنا کر کھڑا کیا۔ اس نے جہاد کو منسوخ قرار دیا اور انگریزوں کی وفاداری کو اپنے دین کا ستون اعظم بنایا۔

فاضل بریلوی کا کردار

فاضل بریلوی ایک طرف تو اہل بدعت کے رئیس اور قائد

بن گئے، اور دوسری طرف شعوری یا غیر شعوری طور پر انگریزوں کے حق میں استعمال ہو گئے انھوں نے ان حضرات کے خلاف جو انگریزوں کے مقابل حریف بن کر کھڑے تھے کتابیں لکھیں۔ ان کی مشہور کتاب حسام الحرمین جب عوام و خواص کے سامنے آئی۔ تو لوگ حیران ہو گئے۔ کیونکہ اس میں داعیان توحید اور اسلام کے سچے خدام اور علوم قرآن و حدیث اور فقہ کے ماہرین، مخلصین و مرشدین و مصلحین کو کافر قرار دے دیا گیا تھا۔

اکابر دیوبند کی تکفیر،

اس کتاب میں حجۃ الاسلام مولنا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور شارح ابوداؤد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مہاجر مدنی اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہم پر زبردستی کفر تھوپ دیا گیا۔ چونکہ ہندوستان کے عوام و خواص ان حضرات کے علمی اور عملی کمالات کے معتقد اور معترف تھے اس لئے فاضل بریلوی کے فتوائے تکفیر سے سب کو تعجب ہوا اور ان حضرات میں سے جو زندہ تھے اُنہوں نے اِن مضامین سے برارت کا اعلان کر دیا جو ان کی طرف مذکورہ کتاب میں منسوب کئے گئے تھے۔ اور ان کی جن عبارتوں کو بنیاد بنا کر کفر چپکایا گیا تھا۔ انھوں نے ان کے بارے میں اعلان کیا کہ ہمارا یہ مطلب نہیں جو ہماری طرف منسوب کیا

گیا ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس کے باوجود جناب احمد رضا خاں صاحب اپنے فتوائے تکفیر پر اڑے رہے، یہ کیسی ناانصافی ہے کہ صاحب عبارت تو یوں کہے کہ میرا مطلب وہ نہیں ہے جو آپ نے بتایا ہے مگر جیسے ذوق تکفیر ہے وہ یہی کہتا ہے کہ تمہارا مطلب وہی ہے جو میں نے نکالا ہے تم جو کچھ بھی کہو بہر حال کافر ہو انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا نانوتوی پر جھوٹا الزام اور ان کی عبارات کے حوالہ میں خیانت

پھر یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مولنا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب تحذیر الناس کی عبارت تین جگہ سے جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی گئی اور عبارت سے کفریہ معنی نکالے گئے اور یہ تہمت رکھی گئی کہ مولنا نانوتوی ختم نبوت کے منکر ہیں (العیاذ باللہ) حالانکہ ان کی اسی کتاب میں صاف طور پر مذکور ہے کہ سلسلہ نبوت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہے [1]

مولانا گنگوہی کی طرف جعلی فتوی کی نسبت اور اسکی وجہ سے انکی تکفیر

مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو فاضل بریلوی

---

[1] تحذیر الناس ص۲۱، طبع دار الاشاعت کراچی۔

نے ایک ایسے فتوے کی بنیاد پر کافر قرار دیدیا۔ جو ان کا لکھا ہوا یا لکھایا ہوا نہیں تھا، ان کی طرف سے ایک جعلی فتویٰ تیار کیا گیا جس میں ان کی طرف یہ منسوب کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے (والعیاذ باللہ) جھوٹ بولا، جب حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے اس سے بیزاری ظاہر فرمائی، حضرت کی یہ بیزاری والی تحریر فاضل بریلوی کو دکھائی گئی لیکن وہ اپنے فتوائے تکفیر پر قائم رہے[1]

فاضل بریلوی کا ذوق تکفیر اور انکے ایک معاصر کی شہادت

فاضل بریلوی کا ذوق تکفیر عجیب ہی تھا، ان کے اس ذوق کے بارے میں ان کے معاصر جناب مولانا عبدالحی صاحب حسنی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ملاحظہ فرمائیے۔

کان متشددا فی المسائل الفقهية والكلامية، متوسعا، مسارعا فی التکفیر، فتحمل لواء التكفير والتفريق فی الدیار الهندية فی العصر الاخیر وتولی کبرہ، واصبح زعیم هذه الطائفة تنتصر له وتنتسب اليه وتحتج باقواله، وکان لایتسامح ولا یسمح بتاویل فی کفر من لایوافقه علی عقیدته وتحقیقه او من

[1] عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین ص ۱۲۵ و ص ۱۲۶ طبع دارالاشاعت کراچی

يرى فيه اخر افاغن مسلكه ومسلك آبائه شديد المعارضة دائم التعقب لكل حركة اصلاحية،[1]

(ترجمہ) احمد رضا بریلوی مسائل فقہیۃ اور کلامیۃ میں متشدد (اور) متوسع تھے، کافر کہنے میں جلدی کرتے تھے آخر زمانہ میں ہندوستانی شہروں میں انھوں نے تکفیر اور تفریق کا جھنڈا بلند کیا اور وہ اس جماعت کے لیڈر بن گئے جو ان کی جانب سے دفاع کرتی ہے اور ان کی طرف منسوب ہوتی ہے اور ان کے اقوال کو بطور حجت پیش کرتی ہے، وہ ذرا بھی کسی ایسے شخص کے کفر کی تاویل میں مسامحت کو روا نہیں رکھتے تھے جو ان کے عقیدہ اور تحقیق میں ان کا موافق نہ ہو یا جس میں ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے مسلک سے انحراف ہو، مقابلہ میں شدت اختیار کرنے والے تھے، اور ہمیشہ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔)

مولانا عبد الحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف ان کے ذوق تکفیر کے بارے میں اظہار فرمایا ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمادیا کہ وہ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑ جاتے تھے، ان کا یہ اثر ان کی جماعت میں اب تک موجود ہے کوئی بھی جماعت کیسی ہی اصلاحی تحریک لے کر اٹھے اور مسلمانوں میں دین پھیلائے ان لوگوں کو اس کی

---

[1] نزھۃ الخواطر ص ۲۹/۸ج

مخالفت کرنا ضروری ہے۔

فاضل بریلوی سے نسبت رکھنے والوں کو چونکہ ذوق تکفیر میراث میں ملا تھا اس سے انھوں نے عرب و عجم میں کسی کو نہ بخشا، ان کے نزدیک حرمین شریفین کے مشائخ اور ائمہ بھی کافر جماعت اہل حدیث بھی کافر اور ہر وہ شخص کافر جو شرک و بدعت کے خلاف کچھ لکھے یا بولے

مسئلہ تکفیر میں فاضل بریلوی کی بلا تحقیق موافقت کرنے والے

تحذیر الناس کی عبارت میں صریح خیانت کر کے جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا اور جعلی فتوے کو بنیاد بنا کر جو مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی کی تکفیر کی، احمد رضا کے خائن ہونے کیلئے یہی کافی تھا لیکن ان لوگوں پر افسوس ہے جو اکابر دیوبند کی اصل عبارت کی طرف رجوع کئے بغیر احمد رضا خان کی تصدیق کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں جو لوگ احمد رضا خان کے شاگرد یا مرید تھے۔ ان کو تو احمد رضا خان کی موافقت کرنا ہی تھا۔ کیونکہ ان کے تعلق نے ان لوگوں کو تحقیق حق سے دور کر دیا، اگر یہ لوگ تحقیق حق میں لگتے تو احمد رضا خان کے فتوائے تکفیر کا باطل ہونا ظاہر ہو جاتا اور ان کی راہ کو چھوڑنا پڑتا جبکہ اپنی دنیاوی مصلحتوں کی بنا پر ان سے اپنی نسبت کا ٹنا مناسب

نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن سخت تعجب ہے علمائے بدایوں اور علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) اور علماء رام پور پہ، انھوں نے یا تو تحقیق حق کی زحمت گوارا نہ کی یا یہ جانتے ہوئے کہ اکابر دیوبند کافر نہیں ہیں اور یہ کہ فاضل بریلوی نے جو ان کی تکفیر کی ہے وہ غلط ہے پھر بھی خاموش رہے اس طرح کتمان حق کا گناہ اپنے سر لے لیا۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ بدعات میں مبتلا تھے ان میں بہت سے وہ علماء تھے جو تاویل کر کے بدعتوں کو بدعت حسنہ کہتے تھے اور عوام کے ساتھ ان بدعات میں شریک تھے۔ ایسے علماء کو یہ تو معلوم تھا کہ اکابر دیوبند بدعات پر نکیر کرتے ہیں لیکن یہ بھی جانتے تھے کہ ان بدعات پر نکیر .... کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ لیکن خود مبتلائے بدعات ہونے کی وجہ سے اپنے کو علماء دیوبند کی طرف منسوب نہیں کر سکتے تھے اور فاضل بریلوی سے بھی نسبت ختم کرنا گوارا نہ تھا، لہذا زبان اور قلم کو اظہار حق سے روکے رکھا، نتیجہ یہ ہوا کہ بدعات میں مبتلا ہونے اور بریلوی ہونے کا ایک مطلب ہو گیا۔ فاضل بریلوی اہل بدعت پر کچھ ایسے چھا گئے کہ جو بھی کوئی مبتلائے بدعت ہو عالم ہو یا جاہل سب ان کی طرف منسوب ہو گئے، اور بریلوی مسالک کے ماننے والوں میں شریک ہو گئے، لہذا فتوی تکفیر سے بھی اختلاف کا اظہار نہ کر سکے۔

در حقیقت فکر آخرت اور تقویٰ اور ہمت اور جرأت اہلِ توحید متبعین سُنّت ہی کا مقام ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا، وہ اظہار حق کو اپنا شیوہ بناتا ہے، حق چھپانے کو ایمان کے تقاضوں کے خلاف سمجھتا ہے۔

بدعتوں کے خلاف علماء دیوبند کا جرءتمندانہ اقدام

غیر منقسم ہندوستان میں طرح طرح کی بدعات رواج پذیر تھیں تقریبًا ہر گھر شرکیہ افعال اور بدعت کے اعمال میں مبتلا تھا۔ رسوم جاہلیت نے جڑیں پکڑی ہوئی تھیں حضرات علماء دیوبند نے بلا خوف لومۃ لائم ڈنکے کی چوٹ برملا ان افعال واعمال کی تردید کی۔ اُنھوں نے عوام کو راضی رکھنے کی بجائے خداوند قدوس جل مجدہٗ کو راضی رکھنے کا ارادہ کیا صاحب نزھۃ الخواطر نے امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے

"وکان آیۃ باھرۃ ونعمۃ ظاھرۃ فی التقوی واتباع السنۃ النبویۃ والعمل بالعزیمۃ والاستقامۃ علی الشریعۃ، ورفض البدع ومحدثات الامور ومحاربتھا بکل طریق۔ والحرص علی نشر السنۃ واعلاء شعائر الاسلام، والصدع بالحق، وبیان الحکم الشرعی، ثم لایبالی بما یتقاول فیہ الناس، لایقبل تحریفا ولایتحمل منکرا، ولایعرف المحاباۃ

والمداھنة فی الدین۔ مع ما طبعہ اللّٰہ علیہ من التواضع والرفق واللین والدوران مع الحق حیث دار[1]

(ترجمہ) اور مولانا رشید احمد گنگوہی ایک روشن نشانی تھے اور تقویٰ و اتباع سنت، عمل بالعزیمت اور استقامت علی الشریعت اور بدعتوں اور محدثات الامور کو دور پھینکنے اور ہر طریق سے ان کا مقابلہ کرنے اور سُنّت کے پھیلانے میں حرص کرنے اور شعائر اسلام کو بلند کرنے اور حق کو خوب کھول کر واضح کرنے اور حکم شرعی بیان کرنے میں ان کی ذات حجت غالبہ تھی، حق بیان کرنے کے بعد وہ بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے کہ لوگ ان کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔ کوئی تحریف قبول نہیں کرتے تھے۔ اور کسی منکر کو برداشت نہیں کرتے تھے، دین میں مداہنت اور رواداری کو جانتے ہی نہ تھے، ان سب اوصاف کے ساتھ ان کے مزاج میں تواضع اور نرمی اور مہربانی بھی تھی۔ وہ حق کے ساتھ ہوتے تھے، جدھر بھی حق ہوتا اُدھر ہی متوجہ ہو جاتے تھے۔

حضرت امام ربانی مولانا گنگوہی اور حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی قدس سرہما دونوں سید الطائفہ ہیں اور حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی التھانوی رحمۃ اللہ علیہ مسلک دیوبند کے ترجمان ہیں اور محرر مذہب ہیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ ان حضرات نے

---

[1] نزھۃ الخواطر صفحہ ۱۵ جلد ۸

اظہار حق میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔ ان کے متبعین نے بھی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ حق ظاہر کیا اور عوام کے سامنے کسی طرح کی کوئی لچک نہیں دکھائی اور شریعت کے اصول پر پابندی سے جمے رہے۔ نفس کے جذبات کو پس پشت ڈال دیا۔ اگر یہ حضرات بھی نفس کے جذبات میں بہ جاتے تو ضد میں آکر فاضل بریلوی اور ان کے متبعین کو کافر کہہ دیتے، لیکن چونکہ ان کو کسی مدعی اسلام کو کافر کہنے کی ذمہ داری کا احساس ہے اس لئے ایسی ہمت جرأت نہیں کی

جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے اس کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

ایما رجل قال لاخیہ کافر	جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا
فقد باء بھا احدھما[1]	تو ان میں سے ایک ضرور کفر کو لیکر لوٹا

مطلب یہ ہے کہ جس کو کافر کہا جائے یا تو وہ واقعی کافر ہے اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو جس نے مسلمان کو کافر کہا ہے وہ خود کفر اختیار کرنے والا بن گیا اس وعید کی وجہ سے علمائے دیوبند اہل اسلام کو کافر کہنے میں ہمیشہ محتاط رہے ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۱ از بخاری ومسلم، وفی روایۃ للبخاری لا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۱۱)

اھل بدعت کے بعض دلائل

جب اہل بدعت کو کسی بدعت پر تنبیہ کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ بدعت ہے تو بجائے اس کو ترک کرنے کے اُلٹا منع کرنے والے پر اعتراض جڑ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم نے اس پر اعتراض جڑ دیا اس لئے ہمارا عمل بدعت نہیں؟

بدعت کے جواز کیلئے ریل اور ہوائی جہاز کو پیش کرنا

مثلاً جب کسی بدعتی سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا یہ عمل بدعت ہے۔ تو جھٹ یوں کہنے لگتے ہیں کہ ریل بھی بدعت ہے ہوائی جہاز بھی بدعت ہے تم ان میں کیوں سوار ہوتے ہو یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں کہاں تھیں؟ بلکہ ان میں سے بعض لوگ اپنی جہالت کا مضبوط ثبوت دیتے ہوئے یوں کہہ دیتے ہیں کہ تمہارا وجود بھی بدعت ہے ___ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا خلافت راشدہ کے دور میں کہاں

تھے؟ بدعتیوں نے اپنی بدعت پرجمنے کے لئے یہ حیلہ تراشا ہے اور سمجھتے ہیں کہ بدعتیں جائز کرنے کے لئے ہم بہت دُور کی کوڑی لائے ہیں ان لوگوں کو یہ ہی معلوم نہیں کہ بدعت کسے کہتے ہیں بدعت کا تعلق دینی اعمال سے ہے دنیاوی انتظامات اور استعمالی اشیاء سے نہیں ہے یہ کہنا کہ جو بھی کوئی چیز عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے (چاہے دُنیاوی منافع کی چیز ہو چاہے نئی ایجاد ہو چاہے انسانوں کا وجود ہو) یہ بالکل غلط ہے!

بدعت کیا ہے؟

بدعت کیا ہے؟ اس کو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرما دیا کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ[1] (یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالے جو ہمارے دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے[1]) معلوم ہوا کہ بدعت کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو نئی نکالی جائیں اور دین میں داخل کی جائیں۔ بس ریل اور ہوائی جہاز کی مثال دینا بالکل جہالت کی بات ہے۔ پھر اگر ریل، ہوائی جہاز آپ کے نزدیک بدعت ہے تو آپ اس سے بچیں، کیونکہ حدیث شریف میں تو وُہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ[2] فرمایا ہے، یعنی ہر بدعت گمراہی ہے، جو چیز بدعت ہے آپ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۲۷ عن البخاری و مسلم ۱۲

[2] مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰ عن ابی داؤد والترمذی وابن ماجہ واحمد

اس سے پرہیز کریں۔ دوسروں کو الزام دینے سے خود بدعت کرنا کیسے جائز ہوجائے گا؟ کٹ حجتی کرکے اور اُلٹے سیدھے سوال و جواب کرنے سے بدعت نیکی نہ بن جائیگی، بلکہ وہ گناہ ہی رہیگی اور آخرت میں مواخذہ کا باعث بنے گی۔

بدعت حسنہ بناکر بدعتوں کا ارتکاب

بعض لوگ اپنے عمل کو بدعت تو مانتے ہیں۔ لیکن یہ کہہ کر پیچھا چھوڑا لیتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ہے حالانکہ حسب فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "کل بدعة ضلالة" ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعت سیئہ ہے۔ جن اعمال کو کسی عالم نے بدعت حسنہ کہدیا ہے۔ وہ درحقیقت بدعت نہیں ہیں وہ اعمال اصول شریعت کے مطابق ہیں۔ ان کی اصل عہد نبوت اور عہد صحابہؓ اور عہد تابعین میں ملتی ہے۔ چونکہ ان کی صورت احوال کے اعتبار سے کچھ بدل گئی، اس لئے ان کو بعض علماء نے بدعت حسنہ کہدیا اور اگر بعض علماء نے بعض چیزوں کو بدعت حسنہ کہدیا ہو تو اس سے ہر بدعت حسنہ کیسے ہوجائیگی؟ جتنی بدعتیں ہیں ان کو اہل بدعت حسنہ ہی کہتے ہیں۔ اس طرح سے تو چودہ سو سال سے لے کر گویا اب تک کسی بدعت کا وجود ہوا ہی نہیں، بدعتوں میں مبتلا رہیں، اور ہر بدعت کو حسنہ کہتے جائیں اس طرح سے تو کوئی بدعت نہیں رہتی۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاد "کل بدعۃ ضلالۃ" کا کوئی معنیٰ و مصداق باقی نہیں رہتا۔

اتباعِ سُنّت سے کیوں انحراف ہے؟

پھر سوال یہ ہے کہ سینکڑوں سنتیں موجود ہیں، حدیث شریف کی کتابوں میں صحیح سند سے مروی ہیں ان کو چھوڑ کر خود ساختہ طریقوں کو اختیار کرنا۔ اور بدعت حسنہ کہہ کر اُن پر مضبوطی سے جمنا (جب کہ قرآن و حدیث کا بھرپور علم رکھنے والے اُن کو بدعت بتا رہے ہوں) یہ کونسی سمجھداری اور دین داری ہے؟ سنتوں پر چلنے کیلئے نفس راضی نہیں، بدعتوں کو تو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کو عملی اعتبار سے فرض و واجب کا درجہ دے رکھا ہے، لیکن جب سُنّت پیش کی جاتی ہے تو یوں کہہ کر چھوڑ دی جاتی ہے کہ سُنّت ہی تو ہے۔ یہ سراسر ایمانی تقاضوں کے خلاف ہے، سُنّت سے بچنا اور بدعت پر جمنا اور جو شخص بدعت میں شریک نہ ہو اس کو نکو بنانا اور یہ کہنا کہ یہ اہل سُنّت نہیں ہے یہ عجیب جہالت کی بات ہے جو بدعت سے بچے اور سُنّتوں پر چلے وہ اہل سُنّت نہ ہو، اور جو بدعتوں سے چمٹے اور سُنّتوں سے بھاگے وہ اہل سُنّت ہو جائے یہ عجیب منطق ہے۔

یہ کیسے اہل سُنّت ہیں کہ شرک و بدعت سے محبت ہے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والوں سے بغض اور نفرت ہے

اور قرآن و حدیث کے اوامر و نواہی سُننے کیلئے تیار نہیں، کیا کسی داعیِ حق متبعِ سُنّت کو وہابی کہہ دینے سے خدائے پاک کے حضور میں قیامت کے دن چھٹکارا ہو جائے گا؟

لوگوں کے کہنے سے اگر دین بن جایا کرے اور خود ساختہ اعمال پر ثواب ملا کرے تو قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اگر اس کی اجازت دیدی جائے کہ جس کا جو جی چاہے طریقہ اختیار کرے۔ اور اسے بدعت حسنہ کا نام دے کر عمل کرتا رہے تو دین اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہ سکتا دین کی حفاظت انھیں حضرات نے کی ہے جو سُنّت و بدعت کا فرق سمجھتے اور سمجھاتے رہے ہیں۔

سمجھ داری کی بات تو یہ ہے کہ جس چیز کو ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں۔ اور اس کے نیکی ہونے کی صاف تصریح قرآن و حدیث میں نہیں ہے اور خود بھی اس کے بدعت ہونے کے اقراری ہیں (گو بدعت حسنہ کے ہی نام سے اقرار کر رہے ہوں) اور علماءِ محققین اسے بدعت سیئہ بتا رہے ہوں اسے چھوڑ دیں آخرت میں ایسے اعمال لے کر پہونچنا عقلمندی اور سمجھ داری ہے جن پر بے کھٹکے ثواب ملنے کی اُمید ہو، اور جن اعمال پر کسی درجہ میں بھی گرفت کا اندیشہ ہو ان سے پرہیز لازم ہے گناہ کو نیکی کہہ دینے سے وہ ثواب کا کام نہیں بن جائے گا۔ آخرت میں یہ حیلہ کام نہ دے گا کہ علماء

نے تو اس کو بدعت ہی بتایا تھا۔ لیکن ہم نے اس کو بدعت حسنہ کا درجہ دیدیا تھا۔ اور ثواب سمجھ کر کر رہے تھے۔

ما رأى المؤمنون حسنا سے اہل بدعت کا استدلال اور اس عبارت کا صحیح مطلب

بہت سے لوگ اپنی بدعتوں کو نیکی بنانے کیلئے یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ کہ "ما رأى المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن" اور کہتے ہیں کہ چونکہ ہم مومن ہیں اور ہم نے یہ طریقہ نکالا ہے جسے ہم اچھا سمجھتے ہیں لہذا اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے،

جو حضرات اس عبارت سے اپنی بدعتوں کے بدعت حسنہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ کس کا قول ہے؟ پس جاننا چاہئے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، بعض حضرات نے اس کو حدیث مرفوع یعنی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بتایا ہے۔ لیکن اس کی سند میں "سلیمان بن عمرو النخعی" ایک راوی ہے جس کے بارے محدثین نے فرمایا ہے، کہ وہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔ یعنے اپنے پاس سے بنالیتا تھا، لھذا حدیث مرفوع تو نہ ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے اس کے بارے میں سمجھ لیں کہ ان کا کلام اتنا ہی نہیں ہے اس سے پہلے انھوں نے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی ہے پھر یہ کلمات

ارشاد فرمائے ہیں، ان کا پورا ارشاد اس طرح سے ہے "

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِ فَمَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاَوْهُ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّئٌ	بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب کو دیکھا، پس بندوں کے قلوب میں سے آپکے صحابہؓ کے قلوب کو سب سے بہتر پایا۔ پس انکو اپنے نبی کے وزیر بنا دیئے وہ آپکی دین کی حفاظت کیلئے جہاد کرتے ہیں۔ پس جسے مسلمین نے اچھا سمجھا وہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک اچھا ہے، اور جسے مسلمین نے برا سمجھا وہ اللہ کے نزدیک برا ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا پورا ارشاد سامنے آنے سے پتہ چلا، کہ ان کے ارشاد میں مسلمین سے مراد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں۔ ہر کہہ و مہہ، بے علم اور بے عمل مدعی اسلام کو یہ درجہ دینا کہ وہ جو عمل چاہے ایجاد کرلے اور اس کا وہ عمل دین خداوندی میں داخل ہو جائے یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذہن میں کہیں سے کہیں تک

بھی نہ تھی۔ فَمَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا۔ پر جو فار کلمہ داخل ہے وہ اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کلام پہلے کلام سے مرتبط ہے اور بطور عہد خارجی اس سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں

شارح مؤطا کی تشریح اور تصریح

بڑی لمبی تشریح اور توضیح کے بعد صاحب التعلیق الممجد (حاشیہ مؤطا امام محمدؒ) تحریر فرماتے ہیں فَاِذًا لَا یَدُلُّ الْحَدِیْثُ اِلَّا عَلٰی حُسْنِ مَا اسْتَحْسَنَہُ الصَّحَابَۃُ اَوْ مَا اسْتَحْسَنَہُ الْکَامِلُوْنَ مِنَ الْاِجْتِہَادِ لَا عَلٰی حُسْنِ مَا اسْتَحْسَنَہُ غَیْرُہُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الَّذِیْنَ حَدَثُوْا بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَۃِ وَلَا حَظَّ لَہُمْ مِنَ الْاِجْتِہَادِ مَالَمْ یَدْخُلْ ذٰلِکَ فِیْ اَصْلٍ شَرْعِیٍّ

ترجمہ : پس اس تحقیق سے واضح ہوا کہ حدیث صرف اس عمل کے حسن ہونے پر دلالت کرتی ہے جسے حضرات صحابہؓ نے اور اھلِ کمال مجتھدینؒ نے اچھا سمجھا، ان حضرات کے علاوہ جو علمار قرون ثلثہ کے بعد آئے اور جن کو اجتھاد کا کوئی حصہ بھی حاصل نہیں۔ ان کا پسند کیا ہوا کوئی عمل حسن نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ چیز کسی اصل شرعی میں داخل نہ ہو، نیز صاحب التعلیق الممجد بحث کے ختم پر لکھتے ہیں۔

وَبِالْجُمْلَۃِ فَہٰذَا الْحَدِیْثُ نِعْمَ الدَّلِیْلُ عَلٰی حُسْنِ

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث اس بات پر بہترین دلیل ہے

مَا اسْتَحْسَنَهُ الصَّحَابَةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَقُبْحُ مَا اسْتَقْبَحُوْهُ وَاَمَّا مَا اسْتَحْسَنَهُ غَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَالْمَرْجِعُ فِيْهِ اِلَى الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ اَوْ اِلٰى دُخُوْلِهٖ فِيْ اَصْلٍ مِنَ الْاُصُوْلِ الشَّرْعِيَّةِ فَمَا لَمْ يُوْجَدْ فِي الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ وَلَمْ يَسْتَحْسِنْهُ اَهْلُ الْاِجْتِهَادِ وَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ دَلِيْلٌ صَرِيْحٌ اَوْ مَا يَدْخُلُ فِيْهِ مِنَ الْاُصُوْلِ الشَّرْعِيَّةِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ بِلَا رَيْبٍ وَاِنِ اسْتَحْسَنَهٗ مُسْتَحْسِنٌ[۱] فافہم

کہ حضرات صحابہؓ اور ان کے علاوہ مجتہدین نے جس چیز کو اچھا قرار دیا ہو وہ اچھی ہے اور جس کو قبیح قرار دیا ہو وہ قبیح ہے، لیکن ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء نے جس عمل کو اچھا قرار دیا ہو تو اس کے لئے دو باتوں میں سے ایک بات کا ہونا ضروری ہے۔ یا تو قرون ثلثہ میں موجود ہو یا اصول شرعیہ میں سے کسی اصل کے تحت داخل ہوتا ہو، پس جو چیز قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے اور اہل اجتہاد نے اس کو اچھی نہ سمجھی ہو اور اس کی کوئی دلیل صریح بھی موجود نہ ہو یا اصول شرعیہ میں سے کسی اصل کے تحت میں داخل نہ ہو تو وہ بلاشک وشبہ گمراہی ہے، اگرچہ کوئی اچھا سمجھنے والا اس کو اچھا سمجھے۔

[۱] التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ص۱۴۲ باب قیام شہر رمضان ومافیہ من الفضل۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ حضرات صحابہؓ اور مجتہدین کاملین کے علاوہ دیگر علماء کا بھی یہ مقام نہیں، کہ وہ جس چیز کو اچھی سمجھیں وہ عنداللہ اچھی ہو جائے ہم تو دیکھتے ہیں کہ بدعتوں کا ذوق رکھنے والے عام طور سے وہی ہیں جو قرآن وحدیث کے بھرپور علم سے محروم ہیں۔ چاہے پیری و مریدی کرتے ہوں اور چونے پھنکر اپنے کو عالم ہی ظاہر کرتے ہوں۔ اگر واقعی عالم بھی ہوں تو آئمہ مجتہدین کے بعد ان کی تقلید نہیں کی جا سکتی، عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو بدعت و سنت کی تمیز ہی نہیں وہی بدعتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور ان کو جائز کرنے کے حیلے تراشتے ہیں۔

ممانعت دکھانے کا سوال

بہت سے لوگ نہایت ہی دلیری کے ساتھ بدعتوں میں لگے رہتے ہیں اور جب ان کو توجہ دلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اس عمل کی ممانعت دکھاؤ، یہ سوال بھی عجیب ہے عمل کرنے والے پر لازم ہے کہ پہلے تحقیق کر کے عمل شروع کرے کہ شریعت میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں، اگر ثبوت شرعی کے بغیر کوئی کام شروع کر دیا۔ اور دوسرے نے اس کی ممانعت نہ دکھائی تو کیا اس سے وہ کام بدعت کے حدود سے نکل جائیگا؟ یہ تو اعتراض اور سوال وجواب ہوا، سوال وجواب اور اعتراض والزام سے حقیقت تو ختم نہیں ہو جاتی۔ جو عمل بدعت ہے۔ وہ بدعت ہی رہے گا۔ سوال یہ ہے

کہ آپ نے بغیر دلیل شرعی کے عمل کیسے شروع کر دیا۔ ہر شخص کو اپنے عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ سے لینا ہے اور معلوم ہے کہ بدعتوں پر مواخذہ ہے اور گرفت ہے پھر ثبوت شرعی کے بغیر
اپنے عمل پر ثواب لینے کے کیسے امیدوار بنے ہوئے ہو؟
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو عمل نہیں کیا حالانکہ وہ کر سکتے تھے۔ اور کرنے کا موقعہ تھا اس کو اہل بدعت بڑی دلچسپی سے کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز سے پہلے سورج نکلنے کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔ یہ آپ کا نہ پڑھنا ہی اس بات کی دلیل کافی ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نہ پڑھا جائے۔ صاحب ھدایہ نے اسی کو دلیل بنایا۔ اور فرمایا ہے "لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعل ذلک مع حرصہ علی الصلوٰۃ[1]" اسی طرح نماز عید کیلئے عہد نبوت ور عہد صحابہ میں کبھی اذان نہیں پڑھی گئی۔ بس اس موقعہ پر ممنوع ہونے کیلئے یہی کافی ہے۔ ہندوستان کے ایک شہر میں ایک مرتبہ عید کے لئے اذان پڑھ دی گئی۔ جب اہل علم نے اس پر ٹوکا تو یہ واب دیا گیا کہ اس کی ممانعت دکھاؤ اگر صریح ممانعت ہونے ہی سے اعمال ممنوع ہوتے ہیں تو جن چیزوں کی ممانعت کی تصریح قرآن وحدیث

---

[1] (ترجمہ) آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل نہیں حالانکہ آپ کو نماز کی حرص تھی ۔

میں نہیں ہے وہ سب اصل بدعت کے اصول پر ثواب کا کام بن جائیں گے۔ کوئی شخص "سبحانک اللّٰھم" کی جگہ التحیات پڑھ لے اور کہنے لگے کہ ممانعت دکھاؤ۔ رکوع سجدہ میں درود شریف پڑھے اور کہنے لگے کہ ممانعت دکھاؤ۔ ظہر کی پانچ رکعت پڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ ممانعت دکھاؤ۔ تو ایسے شخص سے یہی کہا جائے گا کہ پہلا تو اپنے دماغ کا علاج کرا لے پھر بات کرنا اگر وہ سب کام جائز اور لائق ثواب ہو جائیں جن کی صریح ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ تو لاکھوں چیزیں دین میں داخل ہو جائیں گی۔ بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں بہت سی چیزوں کا حکم دیا ہے اور بہت سی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسے اصول بتا دیئے ہیں کہ جن سے نئے اعمال کے بارے میں جائز ناجائز کا فیصلہ ہو سکتا ہے ان اصول کو ماہر قرآن و حدیث ہی جانتے ہیں۔ ماہرین کا کہہ دینا کہ فلاں امر بدعت ہے عوام کیلئے یہی کافی ہے۔ جو لوگ عالم بھی نہ ہوں بدعتیں خود تراشیں، جب انہیں تنبہ کی جائے کہ یہ عمل بدعت ہے۔ تو کٹ حجتی کریں اور ممانعت کی دلیل طلب کریں (حالانکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ دلیل کسے کہتے ہیں اور دلیل سمجھنے کے قابل و لائق بھی نہیں) یہ ان کی سراسر حماقت اور بیوقوفی ہے آخر ایسی کیا مصیبت ہے کہ نئی چیزیں خود نکال کر دین میں داخل کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح سنتوں سے

روگردانی کریں۔ اصل بدعت جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے اعمال ورسوم کا ثبوت دینے سے عاجز رہ جاتے ہیں تب بھی ذوق بدعت کی وجہ سے ان اعمال کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے۔

ان کی ایک دلیل تو وہی ہے کہ ممانعت دکھاؤ، اس کا جواب ابھی دیا جا چکا، اور ان کی آخری دلیل یہ ہے کہ اس کام کے کرنے میں حرج کیا ہے؟ اگر کہیں جسم میں گہرا زخم ہو جائے یا دس بیس ہزار کی رقم چوری ہو جائے یا دنیاوی کوئی مصیبت آجائے تو یہ لوگ اسی کو حرج اور نقصان سمجھتے ہیں، یہ کیا کم حرج ہے کہ سنتوں کو چھوڑیں اور بدعتیں اختیار کریں۔ جن کو حدیث شریف میں مردود بتایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور یہ کیا کم حرج ہے کہ صاحب بدعت کی توبہ قبول نہیں جب تک کہ بدعت کو نہ چھوڑ دے[1]۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بدعت والے کا کوئی روزہ اور کوئی نماز اور کوئی حج اور کوئی عمرہ اور کوئی جہاد اور کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں فرماتا[2]۔

اب غور کریں کہ یہ کتنا بڑا حرج ہے، اتباع سنت کو چھوڑنا اور بدعتوں میں لگنا اور اس میں لگنے کیلئے حیلے تلاش کرنا، اور منع

---

[1] رواہ الطبرانی باسناد حسن کما فی الترغیب والترہیب للحافظ المنذری

[2] الترغیب والترہیب للحافظ المنذری جلد اوّل صہ ۸۶ عن ابن ماجہ،

کرنے والوں کو مطعون کرنا، اور بدعتوں کے باوجود اہل سنت ہونے کا مدعی ہونا یہ سب باتیں سراسر دینداری اور سمجھداری کے خلاف ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار قرآن و حدیث کے خلاف ہے

دیوبندیوں کا اور سلف و خلف تمام اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ حسب تصریح قرآن و حدیث یہ ہے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔ بنی آدم میں سے تھے اور آپ کی ذات گرامی سراپا رشد و ہدایت تھی آپ کی محنتوں اور کوششوں سے نور ہدایت پھیلا آپ کی ذات مبارک سراپا نور اور ضیاء ہے لیکن بشر ہونے کے ساتھ ساتھ، اور بشر ہونا کوئی صفت نقص نہیں ہے بلکہ صفت کمال ہے کہ بشر ہوتے ہوئے آپ کی ذات نور اعظم ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ مقربین تک سے افضل ہے بریلوی عوام تو کھل کر بشریت کا انکار کرتے ہیں اور ان کے علماء کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو نیمے دروں نیمے بروں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، لیکن ان میں سے بعض لوگ غلو کی حد تک پہونچے ہوئے وہ تو قرآن کی آیت کی تحریف کرنے سے بھی باز نہیں آئے

سورہ کہف میں ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ	آپ فرما دیجئے کہ میں بشر ہی ہوں تمہارا جیسا میری طرف وحی کی

اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ

بریلویوں کی بیجا تاویل

جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے ایک بریلوی عالم نے (جو اُن کے ممتاز اور اکابر علماء میں سے تھے) ایک جلسہ میں فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور محبت میں طرح طرح کے القاب اور تشبیہات سے خطاب سے کرتے تھے کوئی کہتا تھا آپ پھول ہیں کوئی کسی اور طرح سے تشبیہ دیتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ سے کہلوایا کہ میں تمہارا جیسا بشر ہوں، اوّل تو آیت کا یہ شان نزول خود تراشیدہ ہے کتب تفسیر میں اور اسباب النزول میں اس کا کہیں تذکرہ نہیں پھر سوال یہ ہے کہ پھول کہنے سے منع فرمایا ہو اور آپ سے یہ اعلان کروایا ہو کہ میں بشر ہوں اور حقیقت میں آپ بشر نہ ہوں، کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف غلط بات کا انتساب نہیں ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ حقیقت واقعیہ کے خلاف آپ سے بشر ہونے کا اعلان کرا دے (العیاذ باللہ)

بعض بریلوی علماء نے فرمایا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں بشر ہیں یہ لفظ "ظاہر میں" اپنے پاس سے بڑھایا گیا ہے۔ آیت شریفہ میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں صراحت تو کیا ہوتی، بعض علماء بریلی نے یوں بھی کہا ہے کہ چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

کے مخالفین ان کو اپنا جیسا بشر کہتے تھے اس لئے آپ کو اپنا جیسا بشر نہ کہا جائے ،

یہ نکتہ بھی عجیب ہے کیونکہ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ بشر ہیں رسالت و نبوت کی نفی کرنے کیلئے تھا اور سورہ کہف میں جو بشر مثلکم فرمایا ہے اس میں بشریت اور نبوت دونوں کا ساتھ ساتھ اعلان کرایا گیا ہے بس جو لوگ نبی اور بشر ساتھ ساتھ مانتے ہیں ان کا اور منکرین کا قول کیسے برابر ہوگا؟ سورہ ابراہیم میں ہے کہ جب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مخالفین اور منکرین نے یہ کہا کہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا (کہ تم بشر ہی ہو ہمارے جیسے تو انھوں نے جواب دیا کہ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ[1]

اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے اس بات کا صاف اقرار فرمایا کہ ہم تمہاری ہی طرح کے بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں احسان فرما دیتے ہیں۔ بندوں میں سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تو فرمائیں کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہیں لیکن بریلوی مشائخ یہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرح کا بشر نہ کہو۔ آخر قرآن کے اعلان سے ایسی کیا ناراضگی ہے اور اپنا عقیدہ قرآنی

---

[1] (ترجمہ) نہیں ہیں ہم مگر تمہارے جیسے بشر لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتے ہیں احسان فرما دیتے ہیں یعنی نبوت سے سرفراز فرما دیتے ہیں۔

تصریحات کے خلاف رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

ایک بریلوی کی جہالت کہ انما میں لفظ "ما" نافیہ ہے

ایک بریلوی مقرر صاحب نے تو غضب ہی کر دیا انھوں نے فرمایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں "ما" نافیہ ہے، قرآن کی تحریف ہو جائے لیکن اپنی بات کی پچ نہ چھوٹے ان محقق صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اِنَّ جملہ مثبتہ کی تحقیق کیلئے آتا ہے جملہ منفیہ کی تاکید کیلئے نہیں آتا،

سورۃ الاسراء کی آیت جس میں بشریت کی صاف تصریح ہے

جب راقم الحروف کو ان صاحب کی اس تحریف کا علم ہوا تو قران مجید میں وہ آیات تلاش کرنے لگا جن میں اِنَّمَا نہ آیا ہو اور بشریت کا اعلان ہو۔ الحمد للہ سورۃ الاسراء کی آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کی طرف ذہن منتقل ہو گیا، اس آیت میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے اللہ جل شانہٗ نے آپ کے بارے میں یہ اعلان کروایا کہ میں بشر ہوں رسول ہوں،

چند احادیث جس میں بشریت کی تصریح ہے

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے

تابیر نخل کے بارے میں جو رائے دی تھی اس کے بارے میں فرمایا
"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۸)
سجدہ سہو کے بارے میں ارشاد فرمایا "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ" (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۲ از بخاری و مسلم)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ
یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ وَیَخْدِمُ نَفْسَہٗ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۲۰ از ترمذی)
(کہ آپ انسانوں میں سے ایک انسان ہیں اپنے کپڑے میں
جوئیں[1] تلاش فرماتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ دوھ لیتے تھے
اور اپنی خدمت کر لیتے تھے۔)
اللہ تعالیٰ شانہ سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائیں
کہ آپ اپنے بارے میں اعلان فرما دیں کہ میں تمہارا جیسا بشر ہوں،
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں کہ میں بشر ہوں حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمائیں کہ آپ بشر تھے لیکن بریلوی کہتے
ہیں کہ بشر نہیں تھے نہ قرآن کی تصریح مانیں نہ حدیث کو تسلیم کریں
لیکن ہیں اہل سنت، مسلک بریلوی کے ذمہ دار علماء اور مشائخ
بتائیں کہ بشریت کا انکار کہاں پہونچا رہا ہے ہم کچھ کہینگے تو شکایت ہوگی۔

---

[1] شراح حدیث نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اطیب واطہر جسم میں جوں پیدا ہونے کا احتمال نہ تھا پاس کے بیٹھنے والوں ..... کی جوں آپ کے کپڑوں تک پہونچ جانے کا احتمال تھا اس لئے تلاش فرماتے تھے

بریلویوں کے چند دلائل

بریلوی مقررین کے چند دلائل سنئے اور ان کے انوکھے طرز استدلال کی داد دیجئے، یہ دلائل عام طور سے ان کے واعظین پیش کرتے ہیں

رسم گیارھویں گیارہ جمادی الثانیہ کو (اور بعض علاقوں میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو) بریلوی عوام گیارھویں کے نام سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کیلئے کھانا پکاتے ہیں، اور دودھ وغیرہ پر نیاز دیتے ہیں اس بارے میں جب اُن سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ شرعًا اس کی کیا اصل ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ ایصال ثواب ہے اس میں کیا حرج ہے؟ حالانکہ سوال مطلق ایصال ثواب کے بارے میں نہیں ہے سوال یہ ہے کہ اس تاریخ کی خصوصیت اور تخصیص اور تعیین اور التزام اور وہ رسمیں اور قیدیں کہاں سے ثابت ہیں جو گیارھویں کے عنوان سے اختیار کر رکھی ہیں جب اس کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں

کہ تم وہابی ہو بڑے پیر صاحب کو نہیں مانتے۔ علماء بریلوی خود فرمائیں کہ آخرت میں بدعتوں کے اختیار کرنے پر جو مواخذہ ہوگا۔ کیا یہ جواب دے کر اس مواخذہ سے چھٹکارا ہو سکتا ہے اب ایک نرالی دلیل سنئے؟ گیارھویں شب میں بریلی کے ایک واعظ تقریر فرمارہے تھے۔ ان کا ارادہ ہوا کہ گیارھویں کا قرآن شریف سے ثبوت دیتے چلیں فرمایا کہ یہ وہابڑے گیارھویں کو نہیں مانتے دیکھو آج گیارھویں شب ہے۔ گیارہ بج کر ۱۱ منٹ ہوئے ہیں اور گیارھویں پارے میں یہ آیت موجود ہے" اَلَآ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ " چونکہ اس آیت میں اولیاء اللہ کی تعریف کی گئی ہے اور بڑے پیر صاحب تو پیران پیر ہیں۔ پھر گیارھویں کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ناظرین غور فرمالیں اس سے مروجہ گیارھویں کا ثبوت کیسے ہو گیا اولیاء اللہ کے بارے میں جو کچھ قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرمایا کوئی قرآن کا ماننے والا اس کا منکر نہیں۔ سوال تو اس بات کا ہو رہا ہے کہ ایصال ثواب کے لئے مخصوص رات کی تعیین کیوں کی گئی اور شرطیں قیدیں اور رسمیں اپنے پاس سے کیوں نکالی گئیں۔ ایسے مقررین کے سامعین عوام محض ہوتے ہی ہیں۔ جو اپنی جہالت سے سمجھتے ہیں کہ مقرر صاحب نے بڑے پتہ کی بات کہی حضرات علماء بریلی ارشاد فرمائیں کیا یہ کوئی شرعی دلیل ہے اور کیا اس سے

گیارھویں کا مروجہ طریق اور تاریخ کی تخصیص و تعیین اور اس کی شرطیں اور قیدیں ثابت ہوتی ہیں عوام کو جیسے چاہیں بہکا دیں۔ لیکن یوم الحساب کا بھی خیال رکھیں۔ اس دن کیا ایسی دلیلیں کام دے سکیں گی؟ اور ایسی باتوں سے جو بدعتوں کو ثابت کیا جاتا ہے اور بدعتوں کو دین خداوندی میں جو شامل کیا جاتا ہے۔ کیا ان کے ثابت کرنے کیلئے یہ طریق استدلال آخرت کے مواخذہ سے بچا سکتا ہے؟

شب برات کا حلوہ

اچھا اب شب برائت کے حلوہ کے بارے میں بریلوی مقررین کے بعض دلائل سنیئے۔ مقرر صاحب عوام سے پوچھتے ہیں کہ بھائیو! بتاؤ پانی حلال ہے؟ وہ کہہ دیتے ہیں جی حلال ہے! اور چینی؟ وہ بھی حلال ہے! اور سوجی؟ وہ بھی حلال ہے! اچھا دیکھو یہ سب چیزیں حلال ہیں۔ لیکن جب ان کو اکٹھا ملا کر پکا لیا جائے تو وہابیوں کے نزدیک حرام ہو جاتی ہیں۔

اس سلسلے کی ایک اور دلیل سنیئے۔ عوام سے دریافت کرتے ہیں کہ حلوے میں کیا کیا ڈالا جاتا ہے وہ کہتے ہیں پانی ہے۔ چینی ہے اور رواہے (بعض علاقوں میں روا سوجی کو کہتے ہیں) مقرر صاحب فرماتے ہیں جب اس میں رواہے تو اس کا کھانا پکانا بھی رواہے، دیکھا آپ نے کیسی دور کی کوڑی لائے ہیں، عوام کے بہکانے کو تو یہ ایک عجیب دلیل ہے لیکن علماء بریلی

غور فرمائیں کیا اِس سے شب برارت کی رات میں حلوہ پکانے کی تخصیص ثابت ہوتی ہے۔ اور مطلقاً حلوہ پکانے اور کھانے کو کس نے حرام کہا ہے ؟ جو اصل سوال ہے۔ یعنی تعیین و تخصیص و اہتمام اس کا جواب کیوں نہیں دیتے، چونکہ کتاب و سُنّت اور فقہ حنفی سے دلائل دینے سے عاجز ہیں اس لئے ایسی لچر باتیں کرتے ہیں۔

غیر اللہ سے استمداد کی دلیل پر تبصرہ

بریلوی مقرر صاحب فرماتے ہیں کہ لاٹھی سے مدد لیتے ہو، چھاتہ سے مدد لیتے ہو پولیس سے مدد لیتے ہو لیکن اولیاءاللہ سے مدد لینے کو شرک کہتے ہو کیا اولیاءاللہ لاٹھی اور چھاتہ سے بھی گئے گذرے ہیں۔ کیا ان کی حیثیت اتنی بھی نہیں جتنی پولیس کی ہے؟ یہ سن کر ان کے جاہل عوام جھوم جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو بہت بڑی دلیل ہے کہاں چھاتہ اور لاٹھی جو ہاتھ میں ہے اور کہاں پولیس جو سامنے موجود ہے اور کہاں وہ حضرات جو دنیا سے گذر گئے اور قبروں میں چلے گئے۔ سوال تو اس بات کا ہے کہ جو شخص وفات پا گیا مدفون ہو گیا اس دنیا سے چلا گیا۔ برزخ کے احوال اس سے متعلق ہو گئے کیا وہ ہماری یہاں کی پکار قبر میں سن کر وہاں سے ہماری مدد کر دے گا ؟ اس کا ثبوت کتاب و سُنّت اور فقہ حنفی سے دینے کی بجائے لاٹھی اور چھاتہ کو درمیان میں

لے آتے ہیں، اگر کوئی ولی ہمارے سامنے ہو اور اس سے کہیں کہ ہمیں پانی پلا دیجئے یا ہمارے لئے دُعا کر دیجئے یا ہمیں کوئی چیز دے دیجئے تو یہ استمداد ایسا ہی ہوگا جیسے لاٹھی اور چھاتہ سے مدد لے لی جائے اس کو کس نے شرک کہا ہے؟ اصل سوال کی طرف کیوں نہیں آتے اور جس چیز میں نزاع ہے اس کو کیوں دلائل شرعیت سے ثابت نہیں کرتے۔

تیجہ۔چالیسواں وغیرہ

جب کسی کی موت ہو جائے تو تین دن تک بریلوی مذہب میں کسی طرح کے ایصال ثواب کا اہتمام نہیں کیا جاتا تیسرے دن کھانے پکتے ہیں دیگیں کھڑکتی ہیں۔ اپنے پرائے امیر غریب سب کھاتے ہیں۔ پھر دسواں پھر بیسواں پھر چالیسواں اور پھر برسی کی جاتی ہے دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ ان دنوں کی تعیین و تخصیص بدعت ہے اور تین دن تک کا انتظار کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا میت کو برزخ میں جانے کے ساتھ ہی مغفرت کی ضرورت نہیں ہوتی؟ پھر یہ کھانے پکانے کی شرطیں کیوں ہیں کیا اس میں ریاکاری نہیں ہوتی جس عمل میں ریاکاری ہو اس کا ثواب خود عمل والے ہی کو نہیں ملتا بلکہ ریاکاری کا گناہ ہوتا ہے پھر ایسے عمل کا ثواب میت کو کیسے پہنچے گا؟ اگر کوئی شخص کہے کہ ریاکاری کا نکتہ آپ نے نکالا ہے کیا آپ لوگوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔

کہ اگر کھانا پکانے والوں سے کہا جاتا ہے کہ تم چپکے سے مسکینوں کو پیسے دے کر ایصال ثواب کر دو تو وہ ایسا کرنے پر ہرگز تیار نہیں ہوتے بلکہ صاف کہتے ہیں کہ لوگ نام دھریں گے اور یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کا باپ فوت ہو گیا اس نے اس کے ایصال ثواب کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔ کیا یہ مخلوق کی باتوں سے بچنے کا خیال نہیں ہے مخلوق کو راضی رکھنے کے خیال سے جو کام کیا جائے کیا وہ ریا کاری میں نہیں آتا؟

علماء دیوبند اور ایصالِ ثواب

علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ تاریخ کی تخصیص اور تعیین کے بغیر جو کچھ ہو سکے جلد از جلد میت کیلئے صدقہ کر دو۔ جس میں ریاکاری اور دکھاوا نہ ہو، میراث کے مشترک مال سے خرچ نہ کرو جب تک بالغ ورثہ نفس کی خوشی سے اجازت نہ دیں اور نابالغوں کے حصہ سے بھی خرچ نہ کرو اگرچہ وہ اجازت دیدیں کیونکہ نابالغ کی اجازت معتبر نہیں جو کچھ ایصال ثواب کیلئے خرچ کرنا ہو چپکے سے مسکینوں کو دے دو۔ تاکہ وہ اپنی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ دیگیں کھڑکھانے کی ضرورت نہیں تین دن کا انتظار نہ کرو تاکہ میت کو جلد ثواب پہنچ جائے، یہ باتیں شریعت کے بالکل مطابق ہیں۔ اس پہ یہ تہمت رکھی جاتی ہے کہ دیوبندی ایصال ثواب کے منکر ہیں، اگر تقسیم میراث سے پہلے کوئی بالغ شخص اپنے

اس وقت تک میراث کے مال سے صدقہ نہ کرو۔

ذاتی مال سے صدقہ کر دے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ پھر جس سے جتنا ہو سکے زندگی بھر میت کیلئے حلال مال سے صدقہ کرتا رہے اور جو کچھ ہو اللہ کے لئے ریاکاری کے بغیر ہو، مال کا ثواب الگ پہنچادیں دوسری عبادت کا الگ ثواب پہنچائیں غیر شرعی شرط ترک کریں کہ دیگ میں سے نکال کر ایک دو پلیٹ پر جب تک کچھ پڑھا نہ جائے گا تو دیگ کا ثواب نہ پہنچے گا، انصاف سے غور کریں کہ ایصال ثواب کے لئے یہ شرطیں دین خداوندی میں کہاں سے آگئیں؟ کیا یہ ایجاد بندہ نہیں ہیں؟

تیجہ کے بارے میں ایک موضوع روایت سے استدلال

تیجہ کے بارے میں بریلویوں کی ایک دلیل یاد آگئی وہ کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی وفات ہو گئی تھی تو تیسرے دن آپ نے دودھ پر فاتحہ دی تھی۔ یہ روایت بالکل گھڑی ہوئی ہے جھوٹ ہے حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے اس روایت کا ثبوت مانگا جاتا ہے تو خاموش اور عاجز رہ جاتے ہیں مگر عوام کے سامنے اس جھوٹی روایت کو بیان کرنے سے باز نہیں آتے تاکہ بدعتوں سے مانوس رہیں اور ان سے فاتحہ پڑھواتے رہیں۔

اتباع سُنّت معیارِ حق ہے

ایک حدیث میں ہے۔

کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، اِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ[1] (بے شک تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا سو وہ بہت اختلاف دیکھے گا سو تم میری سنتوں کو اور خلفاء راشدین کی سنتوں کو لازم پکڑ لینا جو ہدایت والے ہیں اور ہدایت پائے ہوئے ہیں ان سنتوں پر مضبوطی سے جمے رہنا اور ڈاڑھوں سے پکڑ لینا ۔)

اب بریلوی علماء اور مشائخ فیصلہ کر لیں کہ یہ جو تیجے چالیسویں ہو رہے ہیں کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تھے کیا کسی کی موت کے تیسرے دن مسجد میں چنے لے کر بیٹھتے تھے ۔ کیا شب برأت کے دن حلوہ پکتا تھا کیا دفن کے بعد قبر پر اذان دی جاتی تھی کیا خلفائے راشدین نے ان چیزوں کو اختیار کیا ہے کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے سب کھڑے ہو جاتے تھے ۔ اگر یہ چیزیں ثابت ہیں تو احادیث پیش فرمائیں اگر ثابت نہیں ہیں تو ان سے توبہ کریں اور عوام کو ان سے بچائیں ۔ بدعتیں لوگ خود ہی اختیار کرتے ہیں اور خود ہی اہل سنت والجماعت بنتے ہیں ۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰ از ترمذی ، ابو داؤد ، احمد ، ابن ماجہ

اھل سُنّت والجماعت کون ہیں ؟

حالانکہ اھل سُنّت والجماعت وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے طریقہ پر ہیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے ایک نجات پانے والا ہوگا باقی فرقے دوزخ میں ہوں گے تو حضرات صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی[1] (یعنی نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس طریقہ پر ہو جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) اب فیصلہ علمائے بریلی کے ساتھ ہے، وہ غور کر کے بتائیں کہ ان کے مسلک میں اتباع سُنّت کا اہتمام کس قدر ہے ؟ اور بدعتوں کی ترویج کتنی ہے ؟

جعلی پیروں کی حالت

جو لوگ گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں قبروں کے مجاور ہیں۔ خانقاہوں پہ قابض ہیں۔ ان کے شرکیہ اعمال اور کسب حرام پر مشائخ بریلی خاموش ہیں۔ دھوکہ اور فریب سے یہ سجادے رقمیں وصول کرتے ہیں۔ نذرانہ دینا زیارت کی شرط قرار دے رکھا ہے اندر سے خالی ہیں۔ تصوف سے عاری ہیں۔ طالب دنیا ہیں۔ فکر آخرت نہیں۔ خوف

---

[1] مشکوۃ المصابیح ص٣٠ از ترمذی

و خشیت نہیں ۔ تقویٰ نہیں لیکن مرشد ہیں ۔ پیر میاں ہیں ۔ اگر احکامِ شریعت سے نہیں تو اصحابِ طریقت ہی سے دریافت کر لیں کہ جو شخص صوفی صافی نہ ہو اندر سے باطن مزکّٰی نہ ہو اس کو اگر کوئی شخص بزرگ سمجھ کر ہدیہ دے تو وہ حلال نہیں ہوتا۔[1] یہ جو رواجی جھوٹے پیروں نے عوام کو سمجھا رکھا ہے کہ "تم ہم کو نذرانہ دیتے رہو پھر کسی عمل کی ضرورت نہیں ۔ تمہاری طرف سے نمازیں ہم ہی پڑھ لیں گے ۔ پل صراط پر سے گذر جائیں گے ۔ اور تم لوگ قیامت کے دن ہمارے جھنڈے کے نیچے ہو گے" خدارا غور کرو اور بتاؤ کیا یہ حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی باتیں ہیں یا مکر و فریب اور جعل سازی سے رقم وصول کرنے کے طریقے ہیں ؟ کسی علاقہ میں کوئی پیر صاحب پچاس ساٹھ

---

[1] حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ۔

ومایعطی لدینہ وصلاحہ لا یحل لہ أن یاخذ ان کان فاسقا

فی الباطن لو علم المعطی ما اعطاہ ۔

(ترجمہ) اور جو کچھ (کسی کو) اس کے دیندار اور صالح ہونے کی وجہ سے دیا جائے اس کا لینا حلال نہیں ہے اگر لینے والا اندر سے فاسق ہو، اگر دینے والے کو اس کا (اندرونی) حال معلوم ہو جائے تو نہ دے ۔

(احیاء العلوم صـــ ۱۰۴ ج ۲ ـــ)

سال پہلے پہنچ گئے تھے وہاں کے کچھ لوگ یا چند گھرانے ان سے مرید ہوگئے تھے۔ یہ پیر صاحب چل بسے اب اس علاقہ کے عوام ان کی نسلوں کے لئے جائداد بن گئے۔ بیٹے، پوتے، پڑ پوتے سالانہ اس علاقہ میں گشت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص خوشی سے نذرانہ نہیں دیتا تو زبردستی قبول فرما لیتے ہیں۔ کسی کی بھینس کھول لی۔ کسی کی گائے پر قبضہ کیا۔ کسی کا قالین اٹھا لیا۔ کسی پر ایک ہزار کا لگان لگا دیا۔ کسی کے ذمہ پانچ سو کی ڈگری کردی۔ جس کا مال لیتے ہیں وہ اندر سے تلملاتا رہ جاتا ہے مگر رواج کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بیچارے کاشت کار اور محنت و مزدوری کرنے والے صرف اس جرم میں پکڑے جاتے ہیں کہ غلطی سے ان کے باپ دادے ان جھوٹے پیروں کے باپ دادوں سے مرید ہوگئے تھے اب یہ دورہ کر کے ان کے مالوں پر قبضہ کرتے ہیں۔ وہ لحاظ میں خاموش رہ جاتے ہیں یا غلطی سے نام نہاد پیروں کا حق سمجھتے ہیں۔

حالانکہ شرعًا ان کے مالوں میں ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ جو شخص کسی کو بزرگ سمجھ کر کچھ دے اور خدا ترس صالح متقی نہ ہو تو اس کے لئے وہ ہدیہ اور تحفہ حلال نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور جو مال کوئی شخص طیب نفس یعنی اندر کی واقعی خوشی سے نہ دے وہ

بھی حلال نہیں ہوتا۔

فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ [1]

خبردار ظلم نہ کرو! خبردار کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے مگر اس کے نفس کی خوشی کے ساتھ

جعلی پیروں کا فسق اور کذب

ان پیروں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نماز تک نہیں پڑھتے ڈاڑھیاں بھی منڈاتے ہیں ٹخنوں سے نیچا لباس بھی پہنتے ہیں۔ مریدوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ہم مکہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ مریدوں کے سامنے جھوٹے مصافحے کرتے ہیں یعنی نظروں کے سامنے کوئی نہیں یونہی ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ میں فرشتوں سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ خلفاء راشدین سے اور صحابہ اور اولیاء اللہ سے میرا مصافحہ ہو رہا ہے۔

مریدنیوں سے بھی پردہ کرانا لازم ہے

یہ لوگ مریدنیوں کے ------ جھرمٹ میں گھس جاتے ہیں ان سے مصافحے بھی کرتے ہیں اور ان کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ پیر میاں سے پردہ نہیں، یہ کیسے پیر میاں ہیں جو نامحرم عورتوں کے پاس بلا پردہ چلے جاتے ہیں

[1] مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۵۵ از بیہقی و دار قطنی

شریعت میں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا واجب ہے۔

مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ سے بیعت کرلیں (یعنی ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہونے کی درخواست کی) آپ نے فرمایا کہ اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمِائَۃِ امْرَاَۃٍ کَقَوْلِیْ لِامْرَاَۃٍ وَّاحِدَۃٍ[1] (یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، سو عورتوں سے میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے)

صحیح بخاری شریف (تفسیر سورۃ ممتحنہ) میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ یَدُہٗ یَدَ امْرَاَۃٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَۃِ مایبایعھن الا بقولہ قد بایعتک (یعنی خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا، آپ عورتوں کو صرف زبانی بیعت فرماتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہوتا تھا کہ میں نے تم کو بیعت کرلیا)

اب غور فرمالیں کہ ایسے فاسق لوگ کس طرح مرشد ہوسکتے ہیں جو بے محابا نامحرم عورتوں کے پاس چلے جائیں اور ان سے مصافحہ بھی کریں۔ اور پردہ کے حکم شرعی کا کچھ بھی خیال نہ کریں۔

---

[1] مؤطا مالک، (ماجاء فی البیعۃ)

مولانا خلیل احمد صاحب کا طریقۂ بیعت

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ جب عورتوں کو مرید کرتے تھے۔ تو باوجودیکہ درمیان میں پردہ پڑا ہوتا تھا، آپ پردہ کی طرف پشت کر کے بیٹھتے تھے اور ہاتھ میں ہاتھ لئے بغیر عورتوں سے آہستہ آواز سے بیعت کے کلمات کہلواتے تھے، ایک بار کسی عورت نے عرض کیا کہ جب درمیان میں پردہ ڈال لیا تو منہ دوسری طرف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ میرا منہ کدھر کو ہے؟ تمہارے سوال سے معلوم ہوا کہ پردہ ڈالنا کافی نہیں ہے، عورتوں کو جھانکنے تاکنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس سے احتیاط کی جاتی ہے۔

ایسے حضرات مرشد ہونے کے اہل ہیں۔ اور واقعی مرشد ہیں کثر اللہ فینا امثالہم

جو شخص جعلی پیروں پر تنقید کرے وہ وہابی ہے

جو بھی کوئی شخص ان رسمی پیروں کے اعمال کی تردید کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ تمہارے یہ اعمال نہ شریعت کے مطابق ہیں اور نہ طریقت کے، تو فوراً اس کو وہابی کے لقب سے نوازدیتے ہیں۔ اور بہت ناراض ہوئے تو وہابڑا کہہ دیتے ہیں

ان کے جاہل مریدین (جن کو جہالت پر باقی رکھنا ہی ان کی دُنیا کیلئے مُفید ہے) وہ اُن کی اس بات کو سُن کر کہ یہ تردید کرنے والا وہابی ہے مُطمئن ہو جاتے ہیں۔

تعزیہ داری

۱۰ رمُحرم الحرام کو تعزیے نکالے جاتے ہیں اس موقعہ پر شرکیہ کام ہوتے ہیں نمازیں برباد ہوتی ہیں سڑکوں پر پانی ڈال کر کیچڑ کرنے میں ثواب سمجھا جاتا ہے۔ تعزیوں کی نذریں مانی جاتی ہیں ڈھول باجے بجتے ہیں اور طرح طرح کی خرافات ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ بریلویت کے پلڑے میں ہے اور ان سب کو اھلِ سُنّت کے اعمال سمجھ کر انجام دیتے ہیں عُلماءِ بریلی ذرا بھی ان خرافات کے خلاف نہیں بولتے، فرمایا سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ	میرے رب نے مجھے حُکم فرمایا ہے
بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ	کہ گانے بجانے کے آلات کو
وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ	اور بُتوں کو اور صلیب کو (جیسے
وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ [1]	عیسائی پُوجتے ہیں) اور جاہلیت

کے کاموں کو مٹا دوں۔

یہ لوگ حضرت حسینؓ کا ماتم اور حضرات اھلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی مُصیبتوں اور تکلیفوں کا تذکرہ کرنے کیلئے نکلتے ہیں

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۸ از احمد

اوّل تو ماتم اور مرثیہ خوانی ہی منع ہے، پھر اوپر سے اس کو ثواب سمجھنا اور گانے بجانے کے آلات ڈھول باجے استعمال کرنا یہ سب حرکتیں گناہ در گناہ ہیں شیطان باجوں سے خوش ہوتا ہے اور اس سے نفس کو بھی مزہ آتا ہے، ان سمجھ داروں سے کوئی پوچھے کہ اظہارِ غم کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ ڈھول باجے بجاتے جائیں کیا اس مذاق کے لئے حضرات اہل بیت ہی رہ گئے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہٗ سے محبت ہونے کی بنیاد پہ ماتم کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور انھیں کے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو عین ماتم ہی کے وقت پسِ پشت ڈال دیتے ہیں بریلی کے علماء و مشائخ ان اعمال شرکیہ اور افعال فسق و فجور کے بارے میں ذرا بھی نہیں بولتے، کچھ بولیں تو وہابی بنیں،

قوالی کی محفلیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں اور مدحیہ اشعار سننے کے عنوان سے قوالیاں ہوتی ہیں۔ اور اس محفل کی شرکت کو ثواب سمجھا جاتا ہے راتوں رات ہارمونیم اور طبلہ اور سارنگی پہ اشعار سنے جاتے ہیں اور عین اذان فجر کی آواز پر قوالی ختم ہو جاتی ہے۔ اور نمازیں پڑھے بغیر گھر جا جا کر سو جاتے ہیں۔ جو کوئی شخص ان محفلوں کے خلاف بولتا ہے اسے وہابی کہہ دیا جاتا ہے اور یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ یہ شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے سے منع

کرتا ہے، حالانکہ منع کرنے والا ایسے نعتیہ اشعار کہنے سُننے سے نہیں روکتا جو سچ ہوں صحیح ہوں۔ اور گانے بجانے کے آلات کے بغیر سنائے جاتے ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سُننے کا شوق ہے تو بغیر ہارمونیم بغیر طبلہ اور بغیر سارنگی کے سنئے سب کو معلوم ہے کہ قوالی کی کوئی مجلس گانے بجانے کے آلات کے بغیر نہیں ہوسکتی، اگر کوئی یونہی بغیر ساز اور سارنگی اور ہارمونیم کے نعتیہ اشعار پڑھنے بیٹھ جائے تو بمشکل دس پانچ آدمی جمع ہونگے اور وہ بھی دس پانچ منٹ ہی بیٹھیں گے، خدارا انصاف کرو، کیا یہ راتوں رات جاگنا نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سُننے کیلئے ہے یا آپ کا اسم گرامی استعمال کر کے نفس وشیطان کو باجوں کی حرام غذا دینے کے لئے ہے، جو بریلوی مشائخ خانقاہیں لئے بیٹھے ہیں اور مزارات کی گدیاں سنبھالے ہیں۔ وہ تو کیا غور کرسکتے ہیں، بریلوی مکتب فکر کے علماء غور فرمائیں، کیا یہ اہل سُنت والجماعت کا طریق کار ہے؟ اور کیا اس کے خلاف بولنے کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا آپ کی خاموشی سے ان اعمال کی تائید نہیں ہورہی ہے جو سراپا فسق اور معصیت ہیں۔

قبروں پر شرکیہ افعال

قبروں پر عرسوں کے نام سے میلے ہیں۔ چراغاں ہیں، روشنیاں ہیں، بتیاں ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہے اور طرح طرح کے

منکرات اور فواحش ہیں۔ قبروں کو سجدے ہیں، اصحاب قبور کی نیازیں ہیں، نذریں ہیں اور طرح طرح کے شرکیہ افعال ہیں، ان منکرات و فواحش کا علم علماء بریلوی کو پوری طرح سے ہے، منع تو کیا کرتے ان چیزوں میں شریک ہوتے ہیں۔ حضرات اکابر اولیاءاللہ کے نام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور حاضرین میں سے نہ صرف فاسقوں کو بلکہ کافروں کو پگڑی باندھ دی جاتی ہے۔ گویا تصوف اور سلوک کیلئے ایمان کی شرط بھی نہیں رکھی، کتنے وزراء اور رؤسا کو قبروں کے سجادے پگڑیاں باندھ چکے ہیں۔ قبروں کی زیارت حسب فرمان سید الاولین و الاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے تھی کہ دنیا سے بے رغبتی ہو اور آخرت یاد آئے۔ لیکن اب تو یہ زیارتیں قوالیاں سننے اور مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماعات اور بے پردگی اور نمازیں قضا کرنے اور زرق برق لباس پہنکر حاضرین دینے اور کثرت سے روشنیاں کرنے کی صورت .... میں ظاہر ہو رہی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیادہ زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو ان پر مسجدیں بنائیں۔ اور جو ان پر چراغ جلائیں[1] (مشکوۃ شریف)

---

[1] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بریلوی علماء اور مشائخ اپنی ذمہ داری محسوس فرمائیں ۔ اور خاموش رہ کر ان منکرات کی تائید کا ذریعہ نہ بنیں ، سجادہ نشینوں نے بزرگوں کی قبروں کو کسب دنیا اور خرافات اور شرکیہ رسومات کا مرکز بنا رکھا ہے ، اجمیر اور پیران کلیر ، لاہور پاکپتن وغیرہ میں عرسوں کے موقعہ پر کیا کیا ہوتا ہے ؟ علماء بریلوی کو معلوم ہے پھر بھی خاموش ہیں ۔

بریلوی علماء معاصی اور شرکیہ افعال کے خلاف نہیں بولتے

بریلوی علماء اور مشائخ اپنے عوام کے سامنے اظہار حق نہیں کرتے چار پانچ باتوں پر زور ہے (مثلاً نیاز ، فاتحہ قیام میلاد وغیرہ) تقریر کا موضوع اور کچھ نہیں ہوتا ، بریلویت کی طرف منسوب ہونے والے عوام اور پیر جو کچھ خرافات کرتے ہیں ۔ اور جن بدعتوں میں اور جن اعمال شرکیہ میں لگے ہوئے ہیں ان میں بہت سی باتوں کے شرک و بدعت اور معصیت ہونے کی تصریحات خود فاضل بریلوی کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ ان کے بارے میں بھی بریلی علماء اور مشائخ کچھ نہیں کہتے ، نہ جلسوں میں تردید کرتے ہیں نہ رسالوں اور کتابوں میں ، ان کے ہر جلسہ میں وہابیہ دیوبندیہ کے خلاف

(بقیہ حاشیہ) زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج ، رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۷۱ ،

محاذ آرائی ہوتی ہے۔ کیا ان کو کافر بتانے کے علاوہ دین کا اور کوئی کام نہیں ہے؟ جماعت بریلویہ کے عوام، خواص علماء اور مشائخ بدعات اور خرافات میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں جو لوگ ان چیزوں کو خلاف شرع جانتے اور سمجھتے ہیں وہ بھی کچھ نہیں بولتے اور حق کی آواز نہیں اٹھاتے، کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم باقی نہیں رہا؟ کیا یہ خاموشی آخرت کے مواخذہ اور محاسبہ سے جان چھڑا دے گی؟ فتفکروا یا اولی الالباب۔

بریلویوں میں علم کی کمی کیوں ہے؟

بریلی سے انتساب رکھنے والوں میں علماء بہت کم ہیں، پیر زیادہ ہیں اور ان میں علم اور علماء کی کمی کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ مدارس قائم نہیں کرتے ہندو پاک میں معدود چند ہی ان کے مدارس ہیں اور دیوبندیوں کے ہزاروں مدارس ہیں۔ جن میں حفظ کا کام بھی خوب زیادہ ہے۔ تجوید کے مستقل مدارس ہیں۔ حدیث اور فقہ کی کتابیں اتقان کے ساتھ پڑھائی جاتی ہیں۔ اور درحقیقت ان کے مدارس اور کتابوں کے ہی ذریعہ ہندوستان اور پاکستان کے لاکھوں اور کروڑوں افراد بدعتوں سے اور شرکیہ افعال اور رسوم جاہلیت سے محفوظ ہوئے ہیں۔ اگر دیوبندیوں کی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں تو غیر منقسم ہندوستان میں کوئی گھر بھی موحد اور متبع سنت نہ ہوتا

دیوبندیوں کے مدارس ہیں تو بریلوی علماء اور مشائخ اپنی اور اپنے عوام کی اولاد کو آنے نہیں دیتے اور خود مدارس نہیں کھولتے ان کے جو چند مدارس ہیں ان میں تھوڑے بہت طلبہ ہوتے ہیں ان طالب علموں کو دعوتیں کھانے اور جگہ جگہ ختم پڑھنے ہی سے فرصت نہیں ہوتی پھر علم کہاں سے آئے؟

بریلوی مدارس کا حال

اور مزید بات یہ ہے کہ ان طلباء کو علوم قرآن وحدیث اور فقہ و فتاویٰ پڑھانے کی بجائے زیادہ زور دیوبندیوں کے خلاف مشق کرانے پر خرچ کیا جاتا ہے یہ بیچارے سیدھے سادھے بھولے بھالے طالب علم سمجھتے ہیں کہ سارا دین یہی ہے کہ نیاز فاتحہ دے دیا کرو۔ مولود شریف کی مجلس میں قیام کر لیا کرو اور حسب فرمان فاضل بریلوی قبر پر اذان دے دیا کرو۔ اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جایا کرو۔ اور دیوبندیوں کو کافر کہا کرو۔ یہ سادہ لوح طلباء بریلوی مدارس سے سند لے کر آتے ہیں تو مسجدوں میں امامت پکڑ لیتے ہیں پھر ان کا ممبر ان ہی چند باتوں کے اچھالنے کا اسٹیج بن جاتا ہے جو ابھی اوپر مذکور ہوئیں۔ مدرسوں میں ہونے والی اس تربیت کے ذمہ دار ان مدارس کے بانی اور ناظم مہتمم اور مدرسین سبھی ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جو حق اور ناحق کو سمجھتے ہیں لیکن ان کا علم طلباء کو قرآن وحدیث میں ماہر بنانے والا اور فقہ فتاویٰ

سے آشنا کرنے والا نہیں بناتا۔ یہ علماء اور مشائخ مدارس کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں اور اُن کے معتقدین ان کو یہ سمجھ کر تنخواہیں دیتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کو پھیلا رہے ہیں۔ جب کہ ان کے مدارس میں علم بس نام کو ہے دعوت خوری ہے اور رد دیوبندیہ وہابیہ کے خلاف طلبہ کو تیار کرنا ہے اور بس۔

(اسی بے علمی کی وجہ سے ان میں ایسے صاحب قلم پیدا نہیں ہوتے جو صرف و نحو اور ادب عربی پر کتابیں لکھیں۔ اور جو حدیث و فقہ کے کُتب کی شروح و حواشی لکھ سکیں (جب کہ اس سلسلہ میں دیوبندیوں کی بکثرت کتابیں موجود ہیں جن سے بریلوی علماء بھی مستفید ہوتے ہیں)

اگر بریلوی ہی مسلمان ہیں تو دین کی ہر طرح کی خدمت انھیں کے ذمہ ہے

بریلی سے انتساب رکھنے والے مفتیوں کے نزدیک دیوبندی بھی کافر، اہل حدیث بھی کافر، حرمین شریفین کے مشائخ بھی کافر، وہاں کے امام بھی کافر، (اور اسی لئے بریلوی علماء اور مشائخ حج کے لئے جانے والوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ حرمین شریفین کے اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ اور خود بھی حرمین شریفین آتے ہیں تو قصداً حرمین

میں دیر سے آتے ہیں اور اپنی جماعت علیحدہ کرتے ہیں) اب سوال یہ ہے کہ جب تمہارے علاوہ کوئی مسلمان ہی نہیں تو اسلام کی ہر طرح کی خدمات انجام دینے کی ذمہ داری تمام تر تم لوگوں پر ہی آگئی۔

دیوبندی علماء کی خدمات

لیکن ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ جتنے بھی دینی کام ہیں اور دینی خدمات ہیں۔ اور دین کیلئے محنتیں ہیں وہ سب علماء دیوبند ور علماء اھل حدیث ہی انجام دیتے رہے ہیں۔ منکرین حدیث...... کے خلاف کسی بھی بریلوی کا ایک رسالہ بھی نہیں دیکھا گیا بہائیوں کی تردید میں ان کا کوئی رسالہ نہیں، آغاخانیوں کے رد میں ان کی کوئی تحریر نہیں ہندوؤں سے علماء دیوبند نے مناظرے کر کے ان کے چھکے چھڑائے۔ نصاریٰ سے انھوں نے مباحثے کئے اور ان کے پادریوں کو شکست فاش دی، شاہجہاں پور میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اھل مذاہب کے سامنے اسلام کی سچائی اور برتری ظاہر فرمائی اور تمام حاضرین کے سامنے علی الاعلان دلائل قاہرہ کے ذریعہ ثابت فرما دیا کہ صرف اسلام ہی حق مذہب ہے۔ مولنا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر آباد میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا۔ اور نصاریٰ کے پاس جو موجود انجیل ہے اس میں تحریف

ثابت کردی اور فنڈر سے منوا دی فنڈر ایسا رسوا ہوا کہ باوجودیکہ تین دن مناظرہ کے لئے طے ہوئے تھے۔ تیسرے دن جلسہ میں نہ آیا۔ کسی بریلوی کا کسی نصرانی سے یا ہندو سے مناظرہ کرنا معروف ومشہور نہیں، شیعیت اور قادیانیت کی تردید میں بھی کسی بریلوی کا کوئی رسالہ نہیں دیکھا گیا۔ اکابر دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہم کی ضخیم کتابیں شیعیت کی تردید میں موجود ہیں ان حضرات کے علاوہ دیگر حضرات کی تالیفات بھی رد شیعیت میں موجود ہیں۔ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں تو مشہور ہی ہیں انھوں نے شیعیت کی تردید میں جو محنتیں کیں سب کو معلوم ہیں۔

علماء دیوبند کی شروح حدیث

حضرات علماء دیوبند نے حدیث کی کتابوں کی شروح لکھی ہیں لامع الدراری حاشیہ صحیح البخاری، فیض الباری شرح صحیح البخاری ایضاح البخاری ترجمہ وشرح صحیح البخاری، فضل الباری شرح صحیح البخاری، امداد الباری شرح البخاری، انوار الباری شرح صحیح البخاری، اور فتح الملہم شرح صحیح مسلم، اور بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد، اور انوار المحمود حاشیہ سنن ابی داؤد، اور التعلیق المحمود شرح سنن ابی داود، اور معارف السنن

شرح سنن ترمذی، الکوکب الدری حاشیہ سنن ترمذی، اور اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک اور التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور مرأۃ الامالیح شرح مشکوٰہ المصابیح یہ سب دیوبندیوں کے شروح حدیث ہیں،

علماء دیوبند کے حواشی کتب فقہ

فقہ میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے کنز الدّقائق کا حاشیہ لکھا، اور مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الفقہ والادب دار العلوم دیوبند نے شرح نقایہ، کنز الدّقائق، مختصر القدوری، نور الایضاح کے حواشی لکھے یہ سب چیزیں مطبوع اور متداول ہیں۔ بریلوی علماء بھی ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ بلکہ بازار میں دیوبندیوں کے شروح و حواشی کے بغیر درسی کتابیں ملتی ہی نہیں ہیں۔ سب کو ان ہی سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔

عربی ادب میں علماء دیوبند کی تالیفات

ادب میں مفید الطالبین زاد الطالبین نفحۃ العرب روضۃ الادب علماء دیوبند نے لکھی ہیں۔ جو درس نظامی میں شامل کر لی گئی ہیں اور عموماً عربی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

اکابر دیوبند کی کتب فتاویٰ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

کے فتاویٰ بنام فتاویٰ رشیدیہ اور مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے فتاویٰ بنام فتاویٰ خلیلیہ اور مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے فتاویٰ کا مجموعہ بنام کفایت المفتی اور حضرت حکیم الامت تھانوی کے فتاویٰ بنام امداد الفتاویٰ اور مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے فتاویٰ بنام عزیز الفتاویٰ اور مفتی محمد شفیع صاحب کے فتاویٰ بنام امداد المفتیین اور مولانا ظفر احمد صاحب کے فتاویٰ بنام امداد الاحکام اور مفتی محمود الحسن صاحب کے فتاویٰ بنام فتاویٰ محمودیہ شائع ہو چکے ہیں، دار العلوم دیوبند کے فتاویٰ کی دس جلدیں شائع ہو چکی ہیں مزید ترتیب و طباعت کا سلسلہ جاری ہے[۱] ------------ بریلوی علماء بھی ان سے مستفید ہوتے ہیں اور اپنے دار الافتاء میں یہ فتاوی رکھتے ہیں، اور بہشتی زیور سے بریلویوں کا کوئی مدرسہ خالی نہ ہوگا۔ جب بہشتی زیور کو سامنے رکھ کر فتویٰ دیتے ہیں اور اس کے مؤلف کو کافر بھی کہتے جاتے ہیں وہی مثل -------- ہے کہ جس برتن میں کھائیں اسی میں سوراخ کریں۔ یہ لوگ چونکہ خود تالیف و تصنیف نہیں کرتے اس لئے مجبوراً علمائے دیوبند ہی کے فتاویٰ سے استفادہ کرتے ہیں جن کو کافر بھی کہتے ہیں، اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی دین کی خدمت ہم سے کیوں نہ لی، ان لوگوں سے کیوں لی جو ہمارے

---

[۱] یہ مجموعہ فتاویٰ ۱۲ جلد تک دار الاشاعت کراچی نمبر ۱ سے شائع ہو چکا ہے۔

نزدیک کافر ہیں ، اور یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ کافر کی دینی کتاب سے استفادہ کرنے کا کیا جواز ہے ؟ کافر پر کیا بھروسہ ہے۔ وہ کچھ کا کچھ لکھ سکتا ہے۔

رمضان المبارک میں دیوبندی حافظ کے پیچھے تراویح

ایک بات اور یاد آگئی جو ہم نے کراچی میں دیکھی ہے اور وہ یہ کہ بریلویوں میں حافظ بہت کم ہیں اور دیوبندیوں کی مسجدوں پر غنڈوں کے ذریعہ قبضے کر کے مسجدیں زیادہ بڑھالی ہیں۔ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید سنانے کیلئے بریلوی مکتب فکر کے حفاظ نہیں ملتے اس لئے دیوبندیوں کے مدرسوں میں حافظ لینے کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے پیچھے تراویح پڑھتے ہیں۔ یہ بات عجیب ہے کہ گیارہ ماہ تو دیوبندی کافر ہوتے ہیں اور رمضان میں مسلمان ہوجاتے ہیں اور ان کے پیچھے اقتداء صحیح ہوجاتی ہے ، اور لطف کی ایک بات اور ہے ، وہ یہ کہ دیوبندی حافظ سے فرض اور وتر نہیں پڑھواتے صرف تراویح پڑھواتے ہیں گویا تراویح پڑھاتے وقت تو دیوبندی حافظ مسلمان ہوتا ہے۔ فرض اور وتروں کے وقت مسلمان نہیں ہوتا یہ سب رموز کی باتیں ہیں جنھیں علماءِ بریلی ہی حل کر سکتے ہیں۔

مجلس میلاد میں قیام

بریلوی مقررین اور میلاد خوانوں نے اپنے عوام کو سمجھا رکھا ہے کہ دیوبندی بے ادب ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے سلام کے وقت کھڑے نہیں ہوتے، دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ اوّل تو تعظیم کے لئے کھڑا ہونا خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھا[1] دوسرے اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں کہ آپ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں پھر کھڑے نہ ہونے میں بے ادبی کیسے ہوئی؟ پھر پوری دُنیا میں ہر وقت سینکڑوں جگہ میلاد کی محفل ہوتی ہے شخص واحد ہر جگہ کیسے موجود ہوگا؟ جب ان باتوں کا جواب کتاب و سُنّت سے نہیں دے سکتے تو یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ تم وہابی ہو۔

ایک بریلوی العقیدہ صاحب نے فرمایا کہ میں اس بات

---

[1] عن انس رضی اللہ عنہ قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذلک رواہ الترمذی، وقال ھذا حدیث حسن صحیح (ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا اور جب وہ آپکو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ (کھڑا ہونا) آپکو ناگوار ہے، مشکوٰۃ المصابیح ص۴۰۳

کی دلیل دیتا ہوں کہ شخص واحد بہت سی جگہ کیسے موجود ہو سکتا ہے، فرمانے لگے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بجلی کا ایک بٹن دبانے سے بہت سے قمقمے بیک وقت روشن ہو جاتے ہیں، جن لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ دلیل اور نظیر میں فرق کیا ہے وہ دلیل دینا شروع کر دیتے ہیں یہ تو بہت سے بہت نظیر ہو سکتی ہے پھر اس سے تو امکان کا پتہ چلا ثبوت کے لئے شرعی دلیل چاہیئے پھر یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی میں ایک شاعر[1] پیدا ہوا اس نے سلام کے اشعار لکھ دیئے اب ان اشعار کو مل کر سب پڑھیں تو سلام ہو ورنہ سلام نہ ہو اور جو شخص اس اجتماعی سلام میں شریک نہ ہو وہ کافر ہو جائے، علماء بریلی غور کریں کیا یہ ایجادِ بندہ نہیں ہے؟ اور کیا یہ ابداع فی الدین اور غلو فی الدین نہیں ہے؟

دیوبندیوں پر الزام کہ درود شریف نہیں پڑھتے

ایک یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ دیوبندی درود شریف نہیں پڑھتے یہ بہت بڑا افتراء ہے جتنا درود شریف دیوبندی پڑھتے ہیں۔ دوسری کوئی جماعت نہیں پڑھتی، بریلوی صرف بعض مسجدوں میں نماز جمعہ کے بعد یا مجلس میلاد

[1] اکبر وارثی جس نے میلاد اکبر لکھی ہے،

کے اختتام پر اجتماعی سلام پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے سوا بطور وظیفہ درود پڑھنے کا ان کے ہاں کوئی رواج نہیں ہے دیوبندی اکابر جب بیعت کرتے ہیں تو سلوک کے ابتدائی اعمال میں صبح شام کم از کم سو سو مرتبہ درود شریف پڑھنا بتاتے ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی الحزب الاعظم دیوبندیوں کے معمولات میں سے ہے اس میں یوم جمعہ کا حزب درود شریف پر ہی مشتمل ہے بہت سے دیوبندی حضرات .... جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا معمول رکھتے ہیں اور اس دن عصر بعد تو خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

فضائل درود شریف میں علماء دیوبند کی کتابیں

بریلویوں کو حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو بہت ہے لیکن درود شریف کے فضائل میں ان کی ایک کتاب بھی نہیں دیکھی گئی جب کہ دیوبندیوں کی کتابیں درود شریف کے فضائل میں کافی تعداد میں ہیں۔ جو عام طور سے کتب خانوں میں مل جاتی ہیں اور خوب اُمت میں پھیلی ہوئی ہیں۔

سیرت نبویہ پر علماء دیوبند کی کتابیں

اسی طرح حضور سرور

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کسی بریلوی کی کوئی معتبر اور مستند کتاب نہیں دیکھی گئی جو پچاس ساٹھ صفحات پر مشتمل ہو جب کہ سیرت مقدسہ پر دیوبندیوں کی کتابیں معروف اور مشہور ہیں اور ضخیم ہیں ——— علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ کی کتاب سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور چھ جلدوں میں ملتی ہے، سب کو معلوم ہے کہ علامہ موصوفؒ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے خلیفہ تھے،

بدعتیں خدمت دین سے محروم رکھتی ہیں

بُرا نہ لگے تو سچی بات عرض کر دوں وہ یہ کہ بدعتیں -------- صاحبِ بدعت کو دینی خدمات سے محروم کر دیتی ہیں خیر کی توفیق سلب ہو جاتی ہے، اس لئے اہل بدعت کے یہاں صرف دعوے ہوتے ہیں ۔ اور دوسروں پر بہتان رکھنے ہی کو خدمت دین سمجھتے ہیں ۔

دیوبندیوں پر ایک یہ الزام کہ اولیاء اللہ کو نہیں مانتے

بریلوی مقررین نے ایک یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ دیوبندی اولیاء اللہ کو نہیں مانتے ، یہ بالکل غلط ہے، دیوبندی

حضرات اولیاء اللہ کو مانتے ہیں۔ لیکن ان کو خدا نہیں مانتے، بلکہ اولیاء مانتے ہیں ان کی کرامتوں کے قائل ہیں، ان کی دینی خدمات کا اقرار کرتے ہیں ان کے لئے رحمت کی دُعا کرتے ہیں یہی اولیاء اللہ کا ماننا ہے، اگر ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی نذریں مانو، ان سے استمداد کرو، ان کی قبروں کو سجدہ کرو، قبروں کا طواف کرو۔ تو بلاشبہ دیوبندی ان چیزوں کو نہیں مانتے۔ بلکہ ان کو شرک کہتے ہیں اور ان کا یہ کہنا حق ہے۔

آخری گذارش

(بریلوی علماء اور مشائخ کو دعوت فکر)

ہمارا یہ رسالہ ذرا طویل ہو گیا، مختصر لکھنے کا اردہ تھا۔ مگر ضروری باتیں ذہن میں آتی چلی گئیں جو سپردِ قلم ہو گئیں۔

ہمارا مقصد بحث اور مناظرہ نہیں صرف متوجہ کرنا اور احساس دلانا مقصود ہے۔ جو علماء اور مشائخ بریلوی مکتبۂ فکر کے اکابر اور مفتی و مرشد شمار کیے جاتے ہیں۔ خصوصًا وہ اہل علم جو اپنے کو اساطین بریلویت سمجھتے ہیں اور جن کی طرف بریلوی عوام دینی مسائل میں رجوع ہوتے ہیں ان سے ہمیں دو باتیں عرض کرنی ہیں جو خیر خواہانہ طور پر درج کی جا رہی ہیں۔

اوّل یہ کہ علماء دیوبند کو جو فاضل بریلوی نے کافر قرار دیا ہے اس بارے میں ان کی تقلید سے بالاتر ہو کر یوم آخرت

کو سامنے رکھ کر اکابر دیوبند کی عبارتوں میں غور فرمائیں۔ اور خوب غور کریں کہ آیا ان سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں اور فاضل بریلوی نے کسی جملہ سے جو کفر کے معنی نکالے ہیں ان سے لزوم کفر ہوا یا التزام کفر؟ التزام کفر کا فتویٰ دینے کے لئے صاحب عبارت کی نیت کا حال جاننا ضروری ہے، جب ان کی نیت کا علم نہیں تو لزوم کو التزام قرار دے کر کافر قرار دینا آیا عند اللہ صحیح ہے؟

فاضل بریلوی کی کتاب "حسام الحرمین" جب سامنے آئے تو مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہما بقید حیات تھے۔ ان حضرات کو جب وہ باتیں بتائی گئیں جو ان کی طرف منسوب کی گئیں تھی۔ تو انھوں نے ان مضامین سے اپنی براءت کا اظہار کیا جو ان کی طرف منسوب کئے گئے تھے اور یہ بتایا کہ یہ خبیث مضمون کبھی ہمارے دل میں بھی نہیں آیا، اور ایسے عقیدے رکھنے والوں کو ہم خود بھی کافر کہتے ہیں۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے تو یہاں تک کیا کہ "حفظ الایمان" کی عبارت تک بدل دی اور اس کا ضمیمہ "بسط البنان لتغییر العنوان" تحریر فرمایا گو عبارتِ اولی کا بھی وہ مفہوم نہ تھا جو فاضل بریلوی نے بتایا تھا۔ لیکن پھر بھی دفع توہم کیلئے انھوں نے عبارت بدل دی اب انصاف

سے غور کرنا چاہئے کہ جن حضرات کو کافر کہا گیا وہ اس مفہوم اور مضمون سے براءت ظاہر کر رہے ہیں۔ جو ان کی طرف منسوب کیا گیا لیکن فاضل بریلوی اور ان کے متبعین کا برابر اصرار رہا کہ تمہارا مطلب جو بھی کچھ ہو اور تم کیسی ہی براءت ظاہر کرو۔ بہرحال تم کافر ہو۔

اس بیجا جسارت کی شکایت کس سے کی جائے۔ فالی اللہ المشتکی وھو المستعان۔

مولانا محمد قاسم صاحب پر فاضل بریلوی نے یہ الزام لگایا کہ انھوں نے رسالہ "تحذیر الناس" میں ختم نبوت کا انکار کیا، یہ بات معروف و مشہور ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء مشائخ اور عوام نے عقیدہ ختم نبوت کو جس محنت اور کوشش اور بہادری کے ساتھ پھیلایا ہے۔ گذشتہ سو سال میں یہ کام کسی جماعت نے نہیں کیا۔

مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعوی کیا تو اس کی تردید میں علماء دیوبند نے ———— کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں قادیانیوں سے مناظرے کئے قادیانیوں کے خلاف بولنا انگریزوں کے خلاف بولنے کے مرادف تھا، لہٰذا انگریزوں اور انگریزوں کے وفادار ہندوستانیوں نے اُن حضرات پر مظالم کے پہاڑ توڑے جو

قادیانیوں کے خلاف لکھتے اور بولتے تھے اس سلسلہ میں انہیں جیل میں جانا بھی پڑا اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں اور یہاں تک بھی قادنیوں کا پیچھا کیا کہ پاکستان قومی اسمبلی میں قادنیوں کو کافر قرار دلا کر چھوڑا، اور اس کے بعد بھی برابر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں اور اس موضوع پر کتابیں لکھ رہے ہیں کہ فخر بنی آدم سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی عرب وعجم میں ان کے اجتماعات ہو رہے ہیں اور ختم نبوت کا عقیدہ پورے عالم میں پوری قوت کا ساتھ پھیلانے کے لئے دیوبندی علماء ومشائخ کی کانفرسیں ہو رہی ہیں۔

دیوبندی مدارس میں ختم نبوت کو بطور عقیدہ کے پڑھایا جاتا ہے پھر یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ دیوبندی ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ جو حضرات فاضل بریلوی کی بات پر بلا تحقیق ایمان لائے ہوئے ہیں۔ ان سے گذارش ہے کہ وہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" خود مطالعہ کریں۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے "تحذیر الناس" میں ایک عالمانہ مضمون لکھا ہے جو بہت دقیق ہے ہر شخص کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا اس مضمون کو پڑھ کر بعض سطحی نظر علماء نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی حیات ہی میں ان پر اعتراضات

کئے تھے جن کے جواب میں اُنھوں نے کتاب ”مناظرہ عجیبہ“ لکھی اور اس میں صـ۵۶ پر تحریر فرمایا کہ ”خاتمیتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں“ پھر اسی کتاب میں صـ۱۴۴ پر تحریر فرمایا ”کہ اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں“[1]

جب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ پہلے ہی ——— لکھ گئے کہ منکرِ ختم نبوت کو کافر سمجھتا ہوں تو یہ کیسے جائز تھا کہ ان کی تصریحات کے باوجود ان کو کافر قرار دیا جائے۔ بلکہ ختم نبوّت کی تصریح خود ”تحذیر الناس“ میں بھی موجود ہے۔ مولانا ایک تمہید لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ”اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوّت آپ پر ختم ہوتا ہے“[2]

اس سب کے باوجود ایک تماشہ اور ہے وہ یہ کہ جو عبارت مولانا محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس کے حوالہ سے فاضل بریلوی نے ”حسام الحرمین“ میں لکھی ہے۔ اس میں خیانت کی گئی ہے اور وہ یہ کہ صـ۳ اور صـ۱۴ اور صـ۲۸ سے عبارتوں کے ٹکڑے لے کر ایک مسلسل عبارت بنادی جس سے

---

[1] مناظرہ عجیبہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی

[2] تحذیر الناس صـ۱۷ طبع دار الاشاعت کراچی

پڑھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہ ایک ہی جگہ کی عبارت ہے۔ پھر تقدیم و تاخیر بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ ص۵ کی عبارت اخیر میں لائی گئی ہے۔ اور بعد والی عبارتیں پہلے لائی گئی ہیں (دیکھو تحذیرالناس مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم جے دن ایریا کورنگی کراچی)

خدارا انصاف کیجئے کیا یہی امانت اور دیانت ہے؟ جن حضرات کے دل میں ذرا بھی فکر آخرت ہے اور خدائے پاک کا خوف ہے وہ ایسی بھاری خیانت کو جانتے ہوئے فاضل بریلوی کے اتباع میں مولانا محمد قاسم صاحب کو کافر نہیں کہہ سکتے، اگر کوئی شخص حق اور ناحق کی تمیز کرنا ہی نہ چاہے اور تقلید محض کو ہی اختیار کرے تو اس سے خطاب کرنا بیکار ہے اس کے لئے اللہ پاک سے ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں، بہرحال بریلوی مکتبۂ فکر کے علماء و مشائخ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ گروہ بندی اور جماعتی عصبیت سے بالاتر ہو کر محض اللہ کے لئے غور کریں کہ فاضل بریلوی نے جو اکابر دیوبند پر کفر کا الزام لگایا ہے وہ کس درجہ صحیح ہے۔ بہت سے ایسے علماء بھی ہونگے جو فاضل بریلوی کے فتوائے تکفیر سے متفق نہ ہوں لیکن اپنی خانقاہ اور سجادہ نشینی کو جاری رکھنے کیلئے اور ——— وھابیت کے الزام سے بچنے کے لئے اپنے ضمیر کا خون کر رہے ہیں۔ ان کی خاموشی سے کافر کہنے والوں

کی تائید ہو رہی ہے ان کے سامنے برملا خادمانِ اسلام کو کافر کہا جا رہا ہے اور یہ خاموش ہیں۔ کیا اس میں کتمان حق کا گناہ نہیں ہے؟ اور کیا اس طرح سے عوام کو حق اور حقیقت سے دُور رکھنے کا سبب نہیں بن رہے ہیں؟ یہ بات تو ہے کہ جیسے ہی مکتبۂ بریلویت سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص چھوٹا ہو یا بڑا اظہارِ حق کر دے اور یہ کہہ دے کہ دیوبندیوں کو کافر کہنا غلط ہے اور تہمت ہے اور زبردستی کا الزام ہے تو اسی وقت عوام اس کو وہابی کہنے لگیں گے اور عوام سے جو دنیاوی منافع وابستہ ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ لیکن صاحب حق اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوتا ہے مخلوق کی طرف نہیں دیکھتا وہ حق کے سامنے دُنیاوی منافع کو ٹھکرا دیتا ہے اور برملا اظہارِ حق کرتا ہے۔ علماءِ رامپور اور علماء بدایوں اور علماء فرنگی محل اور وہ تمام سجادہ نشین حضرات جو دل سے دیوبندیوں کے کفر کے قائل نہیں اور فاضل بریلوی سے متفق نہیں ان سے التماس ہے۔ کہ برملا اظہارِ حق کریں اور آخرت کو سامنے رکھیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دُنیا میں جو فواحش ومنکرات اور معاصی رواج پائے ہوتے ہیں۔ ان کے خلاف جدوجہد کریں تقریر اور تحریر سے ان کا مقابلہ کریں۔ جو عوام آپ لوگوں پر اعتماد رکھتے ہیں ان کو فواحش ومنکرات اور معاصی سے بچانا اور

ان کو صحیح راہ دکھانا آپ کے ذمہ ہے ، آپ لوگ عرسوں میں جائیں وہاں منکرات پر تنبیہ کریں ، گانے بجانے کے خلاف بولیں غیر اللہ کی نذریں ماننے پر نکیر کریں - قبروں پر ... سجدہ کرنے سے کیں ، تعزیہ داری سے منع کریں - یہ وہ چیزیں ہیں - جن کے خلافِ شرع ہونے کی تصریح فاضل بریلوی اور ان کے تلامذہ کی تحریرات میں موجود ہے -

رواجی پیر جو گدیاں سنبھالے ہوئے ہیں ان کے غیر شرعی افعال و اعمال پر نکیر کریں - جھوٹے پیروں کے خلاف آواز اٹھائیں - اور یہ سب کام اللہ کی خوشنودی کے لئے انجام دیں ـــــ وہابیت کے طعنہ سے نہ گھبرائیں -

بریلوی عوام کے نزدیک اہل سنت ہونے کا مطلب بس یہ ہے کہ دیوبندی نہ بنو ، دیوبندیوں کو کافر کہو خواہ کیسے ہی برے اعمال کرتے رہو ، بریلوی عوام کا یہ مزاج بریلوی علماء اور مشائخ کی خاموشی اور مداھنت سے بنا ہے -

اب حال یہ ہے کہ حق کہتے ہیں تو وہابی بنتے ہیں خاموش رہتے ہیں تو ان کے اعمال و احوال اور اشغال و افعال پر

شریک رہنا پڑتا ہے۔ دوسری صورت دُنیاوی اعتبار سے آسان ہے۔ اس لئے ایسی کو اختیار کر لیتے ہیں۔

اپنے عوام کا مزاج اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ ان کے سامنے حق اور حقیقت کا اظہار نہیں کر سکتے، اس طرح سے من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔

دیوبندی جیسے بھی ہوں۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے سب کے احوال سے باخبر ہے۔ جو حقیقت میں مومن ہو وہ کسی کے کافر کہنے سے کافر نہیں ہو جاتا، اپنی بھی تو خبر لیں کہ جس راہ پر چل رہے ہیں۔ اس کا انجام آخرت میں کیا ہونے والا ہے۔

غور کریں کہ ہماری زندگی میں اخلاص اور خوف وخشیت اور انابت الی اللہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کی فکر کریں قرآن وحدیث سے اور احکام اسلامیہ سے اپنا کتنا تعلق ہے۔ بار بار غور کریں اور سوچیں، ہر شخص اپنی نجات اور اپنی مغفرت کی فکر کرے، فانی دُنیا اور اس کے فانی منافع کے بجائے آخرت کے منافع اور وہاں کے انعامات کے لئے فکر مند ہو۔

احقر نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے۔ فکر مند بنانے

کے لئے لکھا ہے، کسی کا دل دکھانا اور چڑانا مقصود نہیں ہے پھر بھی اگر کسی کو طرز تحریر سے کوئی ناگواری محسوس ہو تو اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

یہ رسالہ تصنیفی طرز کا نہیں ہے، چونکہ خیرخواہی کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس لئے اس میں کہیں کہیں تکرار مضامین بھی ہے جسے نصیحۃً للمخاطبین گوارا کر لیا گیا ہے۔

رسالہ غور کرنے کے لئے ہے جواب لکھنے کے لئے نہیں پھر بھی ممکن ہے کوئی صاحب جواب لکھ دیں جو صاحب بھی جواب لکھنے کی زحمت گوارا فرمائیں اس یقین کے ساتھ جواب لکھیں کہ اس عمل کی آخرت میں پیشی ہوگی اور یہ بھی غور کر لیں کہ اس کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے یا کچھ اور؟ اور یہ بھی سونچ لیں کہ اس سے حق ٹھکرانے اور حق چھپانے کا گناہ تو نہ ہوگا؟

اگر لوگوں کو راضی رکھنے کے لئے "جواب برائے جواب" لکھ دیا تاکہ عوام وخواص حق سے متاثر نہ ہونے پائیں۔ اور اپنے حلقہ اثر کے لوگ بدعتوں کو چھوڑ کر کہیں متبع سنّت نہ ہو جائیں تو اس کا بدلہ جو آخرت میں ملے گا۔ اس کو سامنے رکھ لیں، ان فی ذلک

لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ومن تبعھم باحسان الی یوم الدّین۔

کتاب عقائد و مناظرہ وغیرہ

اختلاف امت اور صراط مستقیم	گروہی اختلافات کی حقیقت اور اس میں اعتدال کا طریقہ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	
آیات بینات	تردید شیعہ میں بے نظیر کتاب۔	محسن الملک محمد مہدی خاں
ایرانی انقلاب	امام خمینی اور شیعیت	مولانا محمد منظور نعمانی
المہند علی المفند	عقائد علمائے اہل سنت	مولانا خلیل احمد صاحب
براہین قاطعہ	جواب انوار ساطعہ (مجلد)	مولانا خلیل احمد محدث
بریلوی علماء و مشائخ	کے لئے لمحۂ فکریہ	مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی
تقویۃ الایمان کلاں	شرک و بدعات کی رد میں مشہور کتاب	شاہ اسماعیل شہیدؒ
تقویۃ الایمان	توحید و سنت کے احیاء اور شرک و بدعت کا رد	شاہ اسماعیل شہیدؒ
تاریخ میلاد	مروجہ میلاد و قیام کی مفصل تاریخ	مولانا عبد الشکور مرزاپوری
تحفۂ اثنا عشریہ	(جدید ترجمہ) تردید شیعہ میں لاجواب کتاب۔	شاہ عبد العزیز دہلوی (مجلد)
تاریخ مذہب شیعہ	یعنی تحفۂ ابن سبا اور شیعہ مذہب کی تاریخ۔	مولانا عبد الشکور لکھنوی
تصفیۃ العقائد	دینی مسائل و عقائد اسلام پر سرسید احمد خاں سے مراسلت۔	مولانا محمد قاسم نانوتوی
تحذیر الناس	ختم نبوت اور فضائل نبویہ	مولانا محمد قاسم نانوتوی
حجۃ الاسلام	حقانیت اسلام	مولانا محمد قاسم نانوتوی
دھماکہ	بریلوی کتاب زلزلہ کا جواب	انجمن خدام التوحید برمنگھم
شریعت یا جہالت	شرک و بدعات اور رسوم کا رد اور دعوت حق	محمد یاسین حقانی
عقائد علمائے دیوبند	احمد رضا خاں کی کتاب حسام الحرمین کے تین جوابوں کا مجموعہ	مولانا منظور نعمانی
عیسائیت کیا ہے؟	عیسائیت اور اس کے بانی کی تاریخ	مولانا محمد تقی عثمانی
قادیانی چہرہ	خود اپنے آئینے میں	مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ
مسلک علمائے دیوبند	دیوبندی ہی اہل سنت ہیں	مولانا قاری محمد طیبؒ
مودودی صاحب	کی تحریرات کے متعلق مضامین	از علمائے دیوبند
مباحثۂ شاہجہانپور	ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشہور مباحثہ	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
میلۂ خدا شناسی	مشہور میلۂ خدا شناسی کا آنکھوں دیکھا حال	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
ہدایۃ الشیعہ	علمائے شیعہ کے دس سوالوں کا مفصل جواب	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

فہرست کتب مفت ڈاک کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے

ملنے کا پتہ: دار الاشاعت اردو بازار کراچی ۱ فون ۲۱۳۷۶۸